SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

خلیل احمد فیضانی

اذان سحر
خلیل احمد فیضانی
SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نـــــــــــــــام:

اذانِ سحر

از قـــلـــــــــم:

خلیل احمد فیضانی

سَنہ اشـــــــاعت:
رجب المرجب ۱۴۴۴ھ
JANUARY 2023

صـــفحات:
109

OUR DESIGNING PARTNER

PS graphics
PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

فہرست

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں	4
عرض مؤلف	7
تاثر جلیل از: حضرت مولانا یونس صاحب قبلہ مصباحی	8
سفرِ عشق ہے حج بیت اللہ شریف	9
آلام حیات سے غمگین نہ ہوں	13
ایک غلط فہمی کا ازالہ کریں	14
کتے کی اولاد آدم سے محبت کی وجہ	15
توہین رسالت کا مرتکب کافر ہے	16
معراج کے موقع پر بیان کی جانی والی دو روایات کا تحقیقی جائزہ	19
کیا یہ سب مسلمان تھے؟	26
علماء کرام کی گستاخی آخرت کی بربادی ہی بربادی ہے	31
جاہل کیا اور جاہل کا دل کیا!	36
خوشامدی کے نقصانات	39

تَمَلُّقْ (چاپلوسی) کی تعریف:	39
چاپلوسی کے نقصانات	40
تملق (چاپلوسی) کے بارے میں تنبیہ:	41
تملق (چاپلوسی) کے اسباب وعلاج:	41
ذکر مصطفیٰ ﷺ کہاں نہیں؟	44
قلم کی طاقت قلم کی سطوت	48
کھمبی کے حیرت انگیز فوائد	58
ایک منظر کشی	62
طلبۂ مدارس دال شوق سے کھائیں!	64
دال کے دماغی اور جسمانی فوائد	64
منبع ارشاد بودہ خانقاہ اصفیا	69
خانقاہی مزاج اپنانے کی ضرورت ہے	71
یہ خانقاہیں، جو کبھی انوار و تجلیات کے مراکز تھیں	73
عید اضحی ایثار ابراہیمی کے والہانہ جذبے کا نقش جمیل ہے	83
قرآن پاک کی صوتی نغمگی کی ایک دلکش مثال	86

عظمت قلم موج فکر... 88

فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادئیگی کا حکم 91

ہماری اردو کتابیں: 98

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے

عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کرسکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے

گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

Sabiya Virtual Publication
Powered By Abde Mustafa Official

عرض مؤلف

رب قدیر کی عطا کردہ توفیق سے فقیر، دینی اور سماجی موضوعات پر وقتاً فوقتاً مضامین لکھتا رہتا ہے۔

یہ کتاب مختلف اوقات میں لکھے گئے انھیں مضامین کا مجموعہ ہے۔

امید ہے باذوق قارئین اسے پسند کریں گے۔

میں رب تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ اس تالیف کو میری، میرے والدین، اور میرے اساتذہ کرام کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

میں اپنی اس تالیف کو اپنے والدین کریمین سے منسوب کرتا ہوں کہ جن کی مساعی جمیلہ سے آج میں لکھنے پڑھنے کے کچھ قابل بن سکا۔

اللہ تعالی میرے والدین کو عمر خضری بالخیر عطا فرمائے۔ آمین۔

خلیل احمد فیضانی

پھلودی، راجستھان

تاثرجلیل از: حضرت مولانا یونس صاحب قبلہ مصباحی

ناظم تعلیمات، دار العلوم فیضان اشرف باسنی ناگور شریف

عزیز القدر مولانا خلیل احمد فیضانی سلمہ الباری زود نویس قلم کار ہیں، قلمی میدان میں اپنے معاصرین و اقران پر فائق اور اپنے مابعد کے لیے آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قلیل مدت میں مختلف موضوعات پر متعدّد مضامین و مقالات تحریر کر چکے ہیں۔ آپ کی سوچ و فکر بلند ہے اسی لیے فکری اور تخلیقی مضامین زیادہ لکھتے ہیں اور اسی کی زیادہ ضرورت بھی ہے۔

اذان سحر نامی رسالہ موصوف کا دوسرا قلمی شاہکار ہے جس میں مختلف مواقع پر لکھے گئے متعدّد مضامین شامل ہیں اس سے قبل سوغات فیضانی نامی مجموعہ مقالات زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور عوام و خواص کے لیے مفید فرمائے۔ اور مولانا موصوف کے قلم میں مزید جولانی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم

محمد یونس مصباحی شیرانی

ناظم تعلیمات و خادم التدریس دار العلوم فیضان اشرف باسنی ناگور راجستھان   ۱۴۴۴/۶/۱۵

سفرِ عشق ہے حج بیت اللہ شریف

دیں سراپا سوختن اندر طلب
انتہایش عشق وآغازش ادب

(اقبال)

ایک مومن کے دل میں ہمیشہ یہ آرزو مچلتی رہتی ہے کہ کاش وہ زندگی میں کبھی حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہوجائے.........اور پھر وہاں پہنچ کر خانۂ کعبہ کا طواف کرے....روضہ رسول کی زیارت سے قلب و نگہ کو شاد شاد کرے...الہی نشان صفا و مروہ کے درمیان سعی کرکے عاشقانہ اداؤں کو دہرائے....عطیہ الہی اور یادگار اسماعیل وہاجرہ سلام اللہ علیہما یعنی زمزم شریف بار بار نوش کرے...مہبط وحی الہی کی زیارت کرکے قلب وروح کو سکوں پہنچائے....مراکز روحانیت کو بار بار تکتا رہے...عرفات و مزدلفہ میں وقوف کرکے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے...منی میں قربانی پیش کرکے قرب ربانی حاصل کرے...۔

لاریب! اس سفر مسعود کا ایک ایک لمحہ عشق و عرفاں اور سوز و گداز سے

عبارت ہوتا ہے...وہاں ہر سو نور ہی نور نظر آتا ہے...زائرین کا ہر ہر لمحہ سوز و گداز میں ڈوبا ہوا گزرتا ہے...کیا نہیں ہے اس سفر موج ظفر کی پنہائیوں میں... محبت ہے...رقت ہے.... سسکیاں ہیں...آہیں ہیں....کرب ہے....درد ہے...مناجات ہے.... گریہ وزاری ہے...تپش عشق ہے...لوگ اپنے وطن کو چھوڑ کر آل اولاد کو چھوڑ کر نجی کام دھندوں کو چھوڑ کر سچ پوچھیے تو ہر ایک کو چھوڑ کر اور ہر ایک سے کٹ کر صرف دو چادروں میں ملبوس بارگاہ مولی و کوچہ جان جاناں کے پروانے بن جاتے ہیں...شمع کا پروانہ نہیں کہ جو حدود ادب کو لانگ کر جلوہ محبوب کی تابش سے خاکستر جائے...یہاں ادب ہے....تلقین ادب ہے...سانس بھی سن سن کے لیا جارہا ہے...پیر ساکت ساکت....اور جسم جامد جامد ہے.... سراپا تصویر ادب بنا ہوا ہے....آنکھیں اشک بار ہیں...دل احساس گناہ سے بیٹھا جارہا ہے...ماضی کی ساری لغزشیں پردہ ذہن پر آرہی ہیں...جارہی ہیں....مگر ادھر رحمت الہیہ کی صدائیں بھی غمزوں کو مژدہ مغفرت سنارہی ہیں...فرامین مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلکتے ہوؤں کو ڈھارس بندھارہے ہیں..کہ جس کا حج قبول ہوا اس کی مثال نوزائیدہ بچے کی طرح ہے...بار گناہ حاجی کے سر سے اتار لیا جاتا ہے...

رحمت الٰہی بڑھ کر اس کا خیر مقدم کرتی ھے... جیساکہ حج مبرور کے حوالے سے آتا ہے

حج مبرور یعنی کہ جو حج شرف قبولیت حاصل کر جائے اس کی فضیلت کے سلسلے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة(بخاری شریف، حدیث:1773)

ترجمہ:"ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے، جو ان دونوں کے درمیان ہوئے ہیں، اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے....۔

لکھتا ہے کہ:

حج بظاہر ایک سفر ہی ہے مگر اس کی پنہائیوں میں عشق والفت، وارفتگی و دیوانگی موجزن ہیں... حج کیا ہے؟ حج عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے اس سفر کا نام ہے جس میں ایک عاشق، بحکم الٰہی اپنے محبوب وطن کو چھوڑ کر، سفر کی کمر توڑ صعوبتیں برداشت کرکے ہواؤں، خلاؤں، دریاؤں، صحراؤں اور بیابانوں کو روندتا ہوا کوچہ جاناں میں داخل ہوجاتا ہے...۔

بکھرے ہوئے بال...بڑھے ہوئے ناخن..مرجھایا ہوا چہرہ..گرد آلود

سر... تارک مال و زر.. گھر سے بے گھر... کھانے کی پرواہ نا پینے کی خبر.. نہ وضعدار لباس اور نا ہی ظاہری رکھ رکھاؤ، نہ کلاہ و پاپوش کا احساس... اور نا ہی لومہ لائم کی پرواہ.. نہ چال میں سکون، نہ انداز میں قرار، آثار محبت سے وارفتہ، خانہ محبوب کے تصور سے از خود رفتہ، آہ و بکا سے سوختہ اور رسمی وقار و تمکنت سے دل گرفتہ، دل و دماغ عظمت بیت الٰہی سے معمور، آنکھیں زیارت روضہ نبوی ﷺ سے مخمور، قلب و جگر انوار و برکات سے موفور.. بس ایک ہی دھن میں مشغول، کشاں کشاں کوچہ محبوب میں کبھی یہاں تو کبھی وہاں، کبھی مکہ، کبھی مدینہ، کبھی عرفات کبھی منیٰ، غرض یہ کہ حج ان عاشقانہ اعمال اور والہانہ افعال کا نام ہے جو بے ساختہ ایک عاشق زار سے اس انداز میں صادر ہوتے ہیں کہ گویا وہ جذبہ محبت سے سرشار، محبوب کے جلوؤں میں سرمست ہے... یقیناً یہ مبارک سفر جس کو ہم نے سفر عشق لکھا ہے بڑی ہی سعادتوں، کرامتوں اور برکتوں والا ہے...

اللہ تعالی ہمیں بھی اس سفر عشق کا بار بار مسافر بنائے۔

آلامِ حیات سے غمگین نہ ہوں

آپ چوطرف نگاہ اٹھا کر دیکھیے...

ہر مقام پر ایک ہنگامہ بپا ہے... ہر رخسار پر آنسو ہیں... لوگ آلام حیات سے سرگشتہ ہیں...

بے گناہ قیدی سورج کی روشنی تک کو ترس رہے ہیں........ کتنی مائیں ہیں جن کے بیٹے نوخیزی اور عنفوان شباب میں ہی چل بسے........

کتنے ایسے مریض ہیں جو اپنی مرضی سے سانس نہیں لے سکتے، زبان کا ذائقہ تک انہیں نصیب نہیں ہو پاتا...

کوئی ذہنی کشاکش میں مبتلا ہے.... تو کوئی خارجی رسہ کشی میں مضطرب ہے... کچھ کی زندگانیاں بے مقصد تفکرات میں محصور ہیں..... تو کچھ کی زندگیاں ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہی ہیں....

غرض کہ لوگوں کی آنکھیں پرنم ہیں.... روحیں بے چین سی ہیں... دلوں کی بستیاں اجڑی ہوئی ہیں... ایسے اندوہ ناک حالات، اللہ نہ کرے....

اگر ایک مومن کی زندگی میں پیش آجائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی جبین عقیدت

اپنے خالق کی بارگاہ میں جھکا دے......مولا سے رشتہ عبدیت اتنا مضبوط کرلے کہ غم گیتی بلکل اثرانداز نہ ہوپاے......اپنے سے زیادہ مصیبت زدہ کو دیکھے......مضبوط ترین سہارا "العطایا علی قدر البلایا"...پیش نظر رہے......ویسے بھی دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ ہے، کثرت مصائب اگر زندگی کے لیل ونہار کو اجیرن بنا بھی دے تو صبر کیجیے.....کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اور کوئی ہونا ہو اللہ تعالی کی مدد ضرور ساتھ ہوتی ہے.....

رخ فکر اگر اس طرف رہے گا تو ان شاء اللہ تعالی غم ہلکا ہو جاے گا.....اور مصیبتیں بھی مزہ دیتی محسوس ہوں گی...

ایک غلط فہمی کا ازالہ کریں

بعض لوگوں کی زبانی سننے میں آتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ الصلوہ والسلام کا جسد خاکی تیار ہوگیا تو روح ڈالے جانے سے پہلے شیطان ان کے پاس آیا ،چاروں اور چکر لگایا، اور پھر معاذ اللہ ان پر تھوک دیا، تب حضرت جبرئیل علیہ الصلوہ والسلام نے اتنی مٹی کو نکال کر پھینک دیا جتنی پر اس نے تھوکا تھا اور پھر اسی مٹی سے کتا بنایا گیا...

نیز پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کتے کا اولاد آدم سے مانوس ہونے کا یہی سبب ہے کہ وہ اس مٹی سے بنایا گیا ہے جو ایک وقت جسد پاک کا حصہ تھی....معاذ اللہ مائة مرة

یاد رکھیں! یہ روایت بے بنیاد و بے اصل ہے۔ جیسا کہ مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: کتا بننے کی یہ روایت بے بنیاد اور لغو (یعنی فضول) ہے صحیح روایت میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ (وقار الفتاوی، ۱/۳۴۴)

کتے کی اولاد آدم سے محبت کی وجہ

حضرت امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو زمین پر بھیجا تو شیطان نے درندوں کو آپ علیہ الصلوۃ و السلام کے خلاف بھڑکا دیا، جس کے نتیجے میں کتے نے سب سے پہلے آپ پر حملہ کیا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ الصلوہ والسلام اترے اور عرض کی: ،،اپنا ہاتھ اس پر رکھیں۔،، حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے ایسا کیا تو کتا سکون میں آگیا، مانوس ہوگیا اور آپ کی حفاظت کرنے لگا، کتے کی طبیعت میں قیامت تک کے لیے اولاد آدم کی محبت رکھ دی گئی۔

(الامثال من الکتاب والسنۃ، ص ۲۷۔۲۸ ملتقطا)

لہذا ہر سنی سنائی بات کی تشہیر اہل علم کا شیوہ نہیں ہے...وہ تو بزم علم و تحقیق سجاتے ہیں...صالح مواد پڑھیں..اور ایک معیار قائم کریں کہ کس کو پڑھنا ہے کس کو چھوڑنا ہے....کس کی تشہیر مستحب ہے اور کس کی تشہیر خلاف اولی بلکہ مستلزم کراہت اس کا خیال بھی ایک امر ناگزیر سمجھیں....

فتدبروا یا اولی الابصار انها تذکرة لمن یتذکر

توہین رسالت کا مرتکب کافر ہے

توہین رسالت کا مرتکب اجماعی کافر ہے،

بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے...مرتکب توہین شخص، فوراً دین اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے نکل گئی..

قرآن مقدس میں ہے:

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم(سورةالتوبه،آیة:٦٥)

اس کے تحت جلالین میں ہے:ای ظھر کفرکم بعد الایمان یعنی تم اپنے اپنے ایمان کے اظہار کے بعد کافر ہو گئے۔

نیز بیشتر مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ کے تحت یہی فرمایا ہے کہ "قد

کفرتم)قد اظهرتم الکفر بایذاء الرسول والطعن فیہ۔

ترجمہ: تم آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تکلیف دے کر اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کر کے کفر کا ارتکاب کر چکے۔

تمہید الایمان میں شفا شریف ،بزازیہ ،درر و غرر و فتاوی خیریہ کے حوالے سے ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمه صلي الله تعالي عليه وسلم كافر ومن شك في عذابه و كفره كفر (ص:۵۳)

ترجمہ: تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین کرنے والا کافر ہے اور جس نے اس کے عذاب و کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

المعتقد المنتقد میں فتاوی قاضی خاں کے حوالے سے ہے:

لو عاب الرجل النبی ﷺ فی شئی کان کافرا ولذا قال بعض العلماء لوقال لشعرالنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شعیرفقد کفر (المعتقد المنتقد،ص:۱۴۵)

ترجمہ: اگر کسی نے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عیب لگایا خواہ کسی بھی چیز کے

حوالے سے ہو، وہ کافر ہے ۔اور اسی وجہ سے بعض علما کرام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے آقا ﷺ کے بال مبارک کے لیے "بالیا" یعنی بہ غرض حقارت تصغیر کا صیغہ استعمال کیا وہ بھی کافر ہے۔

نیز بزرگان یہ بھی فرماتے ہیں کہ :"من قال لنعل نعیل فقد کفر"

ترجمہ:جس نے آقا ﷺ کی نعلین پاک کے لیے بھی توہین آمیز کلمہ استعمال کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔

اسی طرح کسی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے منسوب جس چیز کی بھی توہین کی وہ فوراہی مرتد و کافر ہو گیاومن شک فی عذابه وکفره فقد کفر، جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا...

معراج کے موقع پر بیان کی جانی والی دو روایات کا تحقیقی جائزہ

آقا علیہ الصلوہ والتسلیم کا فرمان ذیشان ہے:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

یعنی سب قرنوں سے بہتر میرا قرن ہے پھر اس کے بعد وہ جو

اس سے ملا ہو پھر وہ جو اس سے ملا ہوا ہو۔

یہ تینوں قرون مشہود بھا بالخیر دیانت و عدالت، طہارت و پاکیزگی، خدا ترسی و خدا شناسی میں اپنی مثال آپ تھے کیوں کہ ان پاکیزہ ادوار میں ملکوتی صفات نفوس کا ایک جھگمٹا تھا، کہکشاؤں کی ایک بارات تھی جو ہر آن و ہر لمحہ تسبیح مولا و یاد شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں ہی مستغرق رہتی تھی، احقاق حق و ابطال باطل ان کی زندگانی کا وطیرہ تھا، دودھ کا دودھ و پانی کا پانی کر دینا ان کی سرشت میں داخل تھا اس لیے دین اسلام کی فصیل پر جب بھی کوئی خارجی یا داخلی دشمن حملہ آور ہوتا تو یہ عزیمت المرتبت ہستیاں اس کی بکھیاں اڈھیر کر رکھ دیتیں۔

اسلام کو نقصان گو کہ خارجی دشمنوں سے بھی پہنچا لیکن ان سے بھی زیادہ نقصان داخلی دشمنوں سے پہنچا کیوں کہ ان کا کفر عیاں تھا لیکن یہ سیاہ بخت اندرونی

جراثیم اندرون خانہ ہی دبک کر دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو حتی الامکان مسخ کرنے کی سعی لاحاصل کرتے، اور اپنے اس ناپاک مشن کی تکمیل کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے۔ بعض نے نصف قرآن ہی کا انکار کردیا، بعض سیاہ رو احادیث کے منکر ہوے بعض کم ظرفوں نے اپنی دکان چمکانے کے لیے چند احادیث و روایات ایسی گھڑلیں کہ جن سے اسلام کا مقدس چہرہ مجروح ہوتا ہو اور اغیار کو طعن و تجریح کا شوشہ ہاتھ آتا ہو۔

سینکڑوں رحمتیں ہوں ان پاکیزہ ہستیوں پر کہ جنہوں نے اپنا خون پسینہ ایک کرکے ان ناخدا ترسوں کا پردہ فاش کیا اور ان کے کید و فریب کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس کے اشباہ و نظائر پر تو مستقل کتابیں تصنیف کی ہوئی ہیں مگر یہاں مشتے از خروارے دو روایات حاضر خدمت ہیں جن میں سے ایک موضوع و من گھڑت اور ایک درست و صحیح تاکہ آپ قارئین کو بھی معلوم کہ صحیح اور غیر صحیح روایات کی مقبولیت کا تحقیقی معیار کیا ہونا چاہیے۔

(ا) یہ روایت زبان زد عام ہے کہ شب معراج کو جب آقا علیہ الصلوہ والسلام عرش اعظم پر پہونچے تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے نعلین پاک اتارنے چاہے کہ آواز آئی

اے حبیب !نعلین کے ساتھ تشریف لائیں تاکہ عرش کو زینت و عزت حاصل ہو سکے۔

اس روایت کے متعلق علامہ مفتی محمد اسماعیل نورانی فرماتے ہیں :بعض صوفیاے کرام کے نزدیک یہ روایت ثابت اور درست ہے۔چناں چہ قرآن کریم کی آیت کریمہ:،،انی انا ربک فاخلع نعلیک،،کے تحت تفسیر کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے روح البیان جلد،ے،میں باضابطہ اس روایت کو تحریر فرمایا ہے لیکن علماے محققین نے اس روایت کو بالکل بے اصل اور باطل قرار دیا ہے چناں چہ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:کہ امام قزوینی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عرش پر نعلین لے کر تشریف لے جانے اور اللہ تبارک وتعالی کے اس فرمان *،،اے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آپ نے ان (نعلین)کے ذریعے عرش کو شرف بخشا ہے،،* کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں ؟

توآپ نے جواب دیا کہ جہاں تک حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عرش پر نعلین لے کر تشریف لے جانے کا تعلق ہے تو یہ غلط اور غیر ثابت ہے۔

بعض محدثین نے امام قزوینی کے اس جواب کی بارے میں لکھا کہ یہی درست

ہے۔(انوار الفتاوی، صفحہ:190)

اعلی حضرت علیہ الرحمہ مذکورہ روایت کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔(احکام شریعت، حصہ:2، صفحہ:160)

نیز آپ کے ملفوظات میں ہے کہ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔(الملفوظ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی رضی اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

یہ مشہور ہے کہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔(بہار شریعت، حصہ:16، صفحہ:645)

علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

نعلین مقدس پہنے ہوئے عرش پر جانا جھوٹ اور موضوع ہے جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے احکام شریعت، حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے

(فتاوی شارح بخاری، جلد:1 صفحہ:306)

ایک مرتبہ آپ سے سوال ہوا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اپ نے اسے موضوع لکھا ہے حالاں کہ علامہ ارشد القادری و دیگر علماء نے اسے تقریر میں بیان

کیا ہے اس کے علاوہ یہ کتابوں میں موجود بھی ہے۔

آپ نے جواباً فرمایا کہ :اس روایت کے جھوٹ اور موضوع ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں یہ روایت مذکور نہیں جو صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ نعلین پاک پہنے عرش پر گئے ان سے پوچھیے کہ کہاں لکھا ہے واللہ تعالی اعلم علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی نے یہ کبھی بیان نہیں کیا ہوگا واللہ تعالی اعلم۔(فتاوی شارح بخاری،ج:1،ص:107)

(2)ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ شب معراج کو جب نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عرش اعظم پر تشریف لے جانے لگے تو غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی روح مبارک حاضر خدمت ہوئی آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کے کندھوں پر اپنے قدمان مبارک رکھے اور عرش اعظم پر تشریف لے گئے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ: بیٹا! میرے یہ قدم تمہاری گردن پر ہیں اور تمہارے قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہوں گے۔

یہ واقعہ مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے اس لیے ممکن ہو کہ کوئی اور روایت اس روایت سے الفاظ میں متفاوت ہو تاہم متقارب المفہوم ضرور ہوگی۔ سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ سے اس روایت کے متعلق سوال ہوا تو آپ

نے مختلف مطالب کو اجاگر کرتے اخیر میں فرمایا کہ :بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرما ہونا،اور سرکار ابد قرار سے فرزند ار جمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عطا ہونا:* کہ تمہارا قدم ولیوں کی گردنوں پر ہوگا* ان میں کوئی امر نہ عقلا اور شرعا مہجور،اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور،کتب حدیث میں ذکر معدوم،نہ کہ عدم مذکور،نہ روایات مشائخ اس طرح سند ظاہری میں محصور اور قدرت قادر وسیع و موفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر ردو انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

(فتاوی رضویہ، جلد:28، صفحہ:411،412)

مفتی جلال الدین امجدی رضی اللہ تعالی عنہ لکھتے ہیں کہ:

فتاوی افریقہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ تفریح الخاطر میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شب معراج حضور غوث رضی اللہ تعالی عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش بر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا واللہ تعالی اعلم۔(فتاوی فیض الرسول، جلد:1، صفحہ:153)

شارح بخاری سے ایک سوال ہوا کہ شب معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے پائے اقدس حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اپنے کندھے کا سہارا دیا جب کہ وہ موجود نہیں تھے تو آپ نے جوابا ارشاد فرمایا کہ یہاں مراح مراد روح مبارک ہے۔واللہ تعالی اعلم ۔(فتاوی شارح بخاری، ج:1،ص:312)

آپ نے روایت کا مطلقاانکار نہ فرمایابلکہ اس کو روح پر محمول فرمایااور حقیقت بھی یہی ہے۔

علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رضی اللہ تعالی لکھتے ہیں :تفریح الخاطر وغیرہ میں اس قسم کی روایتوں کا ذکر ہے اور عقل شرعی میں اس کا استبعاد بھی نہیں کہ حضور غوث پاک کی روح مبارک اس وقت آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کوئی خدمت بجالائی۔

اس روایت کی سند ہمارے سامنے نہیں کہ اس کی کوئی تنقید کریں واللہ تعالی اعلم

(فتاوی بحر العلوم، جلد:6، صفحہ:178)

کیا یہ سب مسلمان تھے؟

مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا... مسلمان ہمیشہ امن پسند ہوتا ہے... لفظ اسلام خود ہی سلامتی و شانتی کا ضامن ہے.. سلامتی کے معانی اسلام و ایمان کی گہرائیوں میں پنہاں ہیں... لہذا مسلمان کے معنی ہوئے صلح و سلامتی والا.... شانتی و پریم والا..۔

آج اگر کوئی ایک مسلمان اپنی جہالت سے کسی کا مالی یا جانی نقصان کرتا ہے تو اس کے بدلے میں سارے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا اور انہیں آتنک واد سے جوڑنا بالکل غلط، اور ناانصافی کی بات ہے...۔

میرا ایک سوال ہے کہ کیا انسانی جانوں کو ہلاک کرنے والے صرف مسلمان ہی ہیں؟ دوسرے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کبھی یہ جرم نہیں کرتے ہیں؟

اگر دوسرے اس جرم میں مسلمانوں سے بھی لاکھوں قدم آگے ہیں اور یقینا ہیں تو پھر انہیں آتنک واد اور دہشت گردی سے کیوں نہیں جوڑا جاتا... صرف مسلمانوں کو ہی دہشت سے کیوں جوڑا جاتا ہے... یہ ڈبل اسٹینڈرڈ کیوں... آخر یہ

دوہرا معیار مسلمانوں کے ساتھ ہی کیوں؟

آج میں اسی کو ثابت کروں گا کہ خدا کی اس پاک دھرتی پر غیر مسلم کمیونٹیز کے فرعون صفت افراد نے کتنی بے گناہ جانوں کا خون بہایا، کس قدر انسانی جانوں کی بے حرمتی کی اور انھیں بڑی بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا...۔

1: ہٹلر....کیا آپ جانتے ہیں یہ کون تھا؟

ہٹلر جرمن "عیسائی" تھا اس نے یہودیوں نیز دوسری کئی قوموں کے بے گناہ افراد کو زندہ جلا جلا کر خاکستر کر دیا تھا... دوسری جنگ عظیم بھی اسی کے تکبر ہی کا نتیجہ تھی... انسانیت پر اتنا کچھ اس نے ظلم کیا مگر میڈیا نے کبھی "عیسائیوں" کو دہشت گرد نہیں کہا۔ کیا وہ مسلمان تھا؟

2: جارج بش.... یہ وہ بد طینت شخص تھا کہ جس نے اپنی ظالم فوج کو عراق بھیج کر دس/10 لاکھ سے زائد انسانی جانوں کو موت کے گھاٹ اتارا... ان بے قصور مقتولین میں وہ شیر خوار اور معصوم بچے بھی شامل تھے کہ جن کے منہ سے ابھی تک اپنی ماؤں کے دودھ کی خوش بو بھی نہیں زائل ہوئی تھی۔

کیا وہ مسلمان تھا؟

3: جوزف اسٹالین.... اس نے تقریباً 20 ملین انسانوں کو ہلاک کیا جن میں

سے 14.5 ملین کو سخت اذیتیں دے کر اور تڑپا تڑپا کر فنا کیا....

کیا وہ مسلمان تھا؟

4:ماؤ تسنگ (چین) اس نے 14 سے 20 ملین افراد کی زندگیوں کو تباہ کر دیا اور ان کا وجود ہی صفحہ ہستی سے محو کر ڈالا...

کیا وہ مسلمان تھا؟

5:اشوک....نے کلنگا کی جنگ میں ایک ہزار لوگوں کو مروا دیا تھا...

کیا وہ مسلمان تھا؟

6:بینیٹو مسولینی (اٹلی)

اس نے تقریبا 4000 ہزار لوگوں کا قتل عام کیا ان کی جائدادیں وغیرہ تباہ کر ڈالیں...

کیا وہ مسلمان تھا؟

اور بھی پڑھتے جائیے...

7:پہلی عالمی جنگ عظیم غیر مسلم ممالک کے باہمی رنجشوں کی وجہ سے شروع ہوئی...اس جنگ میں تقریباً 17 ملین اموات ہوئیں...

کیا یہ ممالک اور ان ممالک کے حکمراں مسلمان تھے؟

8:دوسری عالمی جنگ عظیم (1939۔1945)جس میں 50 سے 55 ملین اموات ہوئیں

کیا یہ جنگ کرنے والے سب مسلمان تھے ؟

9:ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کیا گیا جس میں 000`000 2 لوگ مارے گئے یہ حملے غیر مسلموں یعنی یو ایس اے نے کیے تھے .۔

10:ویتنام کی جنگ میں 5 ملین لوگ مارے گئے۔

یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

11:بوسنیا/کوسوو کی جنگ میں تقریباً 000`5000

لوگ مارے گئے۔

یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

12:عراق کی جنگ میں اب تک لاکھوں کی تعداد میں نہتے لوگ لقمہ اجل بن چکے ہیں یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

13: 1975 سے 1979 تک کمبوڈیا میں تقریباً 30 لاکھ لوگ مارے گئے...مارنے والے سب غیر مسلم یہودی عیسائی تھے۔

14:اور آج تک شام، فلسطین اور کچھ وقت پہلے تک افغانستان میں لوگ

بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیے جارہے تھے... یہ قاتل کون تھے... سب عیسائی یہودی تھے اور ہیں مگران کے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز فعل کو کبھی کسی نے آتنک واد یا دہشت گردی سے نہیں جوڑا... پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی ایک نادان مسلمان کسی کا قتل کر دیتا ہے تو سارے مسلمانوں بلکہ مذہب اسلام تک کو آتنک واد سے جوڑ دیا جاتا ہے.... یہ کھلی ناانصافی اور ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اخیر میں اس بات کو گانٹھ باندھ کر رکھ لیں کہ جو حقیقی مسلمان ہوتا ہے وہ کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا اور جو دہشت گرد ہوتا ہے وہ کبھی حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا..۔

کیوں کہ قرآنی آیات: ان اللّٰہ لا یحب المفسدین...ولا تعثوا فی الارض مفسدین... اس پر شاہد عدل ہیں کہ اسلام کبھی بھی فتنہ اور فساد کی حمایت نہیں کرتا بلکہ بیخ کنی کرتا ہے۔

علماء کرام کی گستاخی آخرت کی بربادی ہی بربادی ہے

ایک وہ دور تھا کہ جب کسی عامی شخص کو علماء کرام کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوتا تو وہ اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں سے ان کے گھروں کے دروازوں کو کھٹکھٹاتا تاکہ ان کی مشغولیات متاثر نا ہوں..

مگر اب تو بدتمیزیاں اس قدر عروج پر ہیں کہ ایک عالم دین کا عوام سے مخاطب ہونا بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے..

کہ پتا نہیں کب کیا حادثہ پیش آجائے۔

یہاں چند چیزیں نقل کر رہا ہوں جن سے گستاخِ علماء کرام عبرت پکڑیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں.. بصورت دیگر قبر کی مٹی پلید ہوتے دیر نہیں لگے گی..

اب چاہے وہ خود بھی ایک عالم ہی کیوں نا ہو..

اس لیے کہ جس طرح ایک عامی شخص کو ایک عالم کی تعظیم کرنا واجب ہے اس طرح ایک عالم کو عالم کی عزت کرنا بھی لازم ہے.. فافھم!

امام احمد بن اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

الوقيعة في اهل العلم ولا سيما اكابرهم من كبائر الذنوب

اہل علم کی مذمت و توہین کرنا، خاص طور سے بڑے علماء کرام کی، کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(الرد الوافر لابن ناصر الدين الدمشقي : 283)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"اِلاسْتِہْزَاءُ بِالْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ کُفْرٌ"

علم اور علماء کی توہین کفر ہے۔(الاشباہ والنظائر، باب الردۃ:١٦٠)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لحوم العلماء مسمومة، من شمها مرض، ومن أكلها مات

(المعيد في أدب المفيد والمستفيد ،ص: 60)

"علماء کرام کا گوشت زہریلا ہوتا ہے جو اس کو سونگھے گا بیمار پڑ جائے گا اور جو اس کو کھائے گا مر جائے گا۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے گی تو اللہ تعالی ان پر چار قسم کے عذابات مسلط کرے گا:

بِالْقَحْطِ مِنَ الزَّمَانِ، وَالْجَوْرِ مِنَ السُّلْطَانِ، وَالْخِيَانَةِ مِنْ وَلَاةِ

الْأَحْكَامِ، وَالصَّوْلَةِ مِنَ الْعَدُوِّ

قحط سالی، بادشاہ کی جانب سے مظالم، حکام کی خیانت، دشمنوں کے مسلسل حملے (مستدرک حاکم 4/361 و قال الذہبی: منکر منقطع)

البحر الرائق میں ہے:

" ومن أبغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر، ولو صغر الفقيه أو العلوي قاصداً الاستخفاف بالدين كفر، لا إن لم يقصده".(كتاب السير، باب احكام المرتدين ج نمبر ۵ ص نمبر ۱۳۴)

مجمع الانہر میں ہے:

"وفي البزازية: فالاستخفاف بالعلماء؛ لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالى منحه فضلاً على خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابةً عن رسله، فاستخفافه بهذا يعلم أنه إلى من يعود، فإن افتخر سلطان عادل بأنه ظل الله تعالى على خلقه يقول العلماء بلطف الله اتصفنا بصفته بنفس العلم، فكيف إذا اقترن به العمل الملك عليك لولا عدلك، فأين المتصف بصفته من الذين إذا عدلوا لم يعدلوا عن ظله! والاستخفاف بالأشراف والعلماء كفر. ومن

قال للعالم: عويلم أو لعلوي عليوي قاصداً به الاستخفاف كفر. ومن أهان الشريعة أو المسائل التي لا بد منها كفر، ومن بغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر، ولو شتم فم عالم فقيه أو علوي يكفر وتطلق امرأته ثلاثاً إجماعاً."

(کتاب السیر باب المرتد ج نمبر ۱ ص نمبر ۶۹۵)

مفہوم: علماء کی تخفیف کفر ہے۔ اس لیے کہ ان کی وجہ سے علم دین کی بھی تخفیف ہوتی ہے اور علم کی تخفیف کفر ہے اس لیے کہ علم اللہ تعالی کی صفت ہے اور اللہ تعالی کی کسی ایک صفت کی تحقیر کرنا بھی کفر ہے ۔اگر کسی نے عالم دیں کو بطور حقارت "عویلم" یا "علیوی" کہا یہ بھی کفر ہے۔ اور جس نے بغیر کسی سبب سے عالم سے عداوت رکھی اس پر کفر کا خدشہ ہے۔

علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ اپنی اس صفت سے اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی نوازتا ہے، تاکہ وہ نائبِ رسول بن کر لوگوں کو راہِ شریعت بتلائے، اور کسی سبب یا عداوت کے بغیر کسی عالمِ دین یا حافظِ قرآن کی اہانت در حقیقت علمِ دین کی اہانت ہے، اور علمِ دین کی اہانت کو کفر قرار دیا گیا ہے، اور اگر کوئی شخص کسی دنیاوی

دشمنی یا بغض کی وجہ سے عالمِ دین کو برا بھلا کہتا ہے تو یہ گناہ گار ہے۔ حاصل یہ ہے کہ عالمِ دین کی اہانت سے سلبِ ایمان کا اندیشہ ہے؛ لہذا اس سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔

لسان الحکام (ص: 415):

جو لوگ شتر بے مہار کی طرح آزاد ہیں اور کہیں سے اٹھ کر بھی علماء کرام کی تحقیر یا توہین کرنے لگ جاتے ہیں ان کو اپنی خیر منانی چاہیے...۔

آخرت خراب ہوتے دیر نہیں لگے گی...۔

گماشتہ بن کر اپنا استحصال کروانا ہونا نہایت آسان ہے مگر اس سوء ادب کا حساب چکانا بہت بھاری ہے۔

مولا تعالی علم اور علماء کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور بے ادبوں سے دور و نفور رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

جاہل کیا اور جاہل کا دل کیا!

رسول للہ ﷺ فرماتے ہیں:

استفت قلبك و إن افتاك المفتون

یعنی: اپنے دل سے فتوی لو خواہ تمہیں مفتی کچھ بھی فتوٰی دیں۔

(مسند احمد بن حنبل، ۴/۲۲۸)

محدث بریلی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قرآن عظیم نے غیر عالم کے لئے یہ حکم دیا کہ عالم سے پوچھو نہ یہ کہ جس پر تمھارا دل گواہی دے عمل کرو۔

قال اللّٰه تعالیٰ: فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔

ترجمہ: علم والوں سے پوچھ لیا کرو اگر تمھیں علم نہ ہو۔

جاہل کیا اور جاہل کا دل کیا:

نعم من کان عالما فقیھا مبصرا ماھرا فھو مامور بقوله صلي اللّٰه تعالي عليه وسلم "استفت قلبك و ان افتاك المفتون"

ہاں اگر وہ عالم، فقیہ بصیرت رکھنے والا، علم میں مہارت اور

تجربہ رکھنے والا اور علم کا سمندر ہو تو اسے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا کہ اپنے دل سے فتوٰی پوچھئے اگرچہ تمھیں مفتیان کرام کچھ فتوٰی دیں۔(فتاوی رضویہ)

دل سے فتوی طلب کرنے کی اجازت کسے ہے، امید ہے مذکورہ سطروں سے خوب واضح ہو گیا ہو گا۔

دیگر خرافات کے ساتھ ساتھ یہ بدبلا بھی چل پڑی ہے کہ جب کسی نیم عالم کے سامنے کسی مسئلہ کی نوعیت کو خوب واضح تر کر دیا جاتا ہے

تب بھی وہ ماننے کو تیار نہیں ہوتا ہے..

اور اخیر میں یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ میں مفتیوں کی کیوں مانوں..

میرا دل تو اس پر جا رہا ہے..

اور استدلال مذکورہ حدیث:(استفت۔۔۔الخ) سے کرتا ہے..۔

فانا للہ وانا الیہ راجعون

سبب یہ ہے کہ جب کوئی چیز بہ کثرت وجود میں آجاتی ہے تو اس کی اہمیت کم ہو کر رہ جاتی ہے..۔

پہلے انگلیوں پر گننے کے "دار الافتاء ہوا" کرتے تھے مگر اب تو یوٹیوب، فیس بک پر ہر بندہ مفتی بنا بیٹھا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دور مسعود میں تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بقید حیات تھے مگر فتوی دینے کی اجازت صرف چار صحابہ کرام ہی کو تھی.. حالاں سب کے سب ماہر شریعت اور عدول تھے مگر یہ ان کا حزم و احتیاط تھا.. کہ انھوں نے فتوی جیسے عظیم کام کو ان چار پانچ تک ہی محدود رکھا۔ آج جاہل محض یوٹیوب پر بیٹھ کر فتوی دے رہے ہوتے ہیں... کہ جنھوں نے ڈھنگ سے "رسم المفتی" اور دیگر کتب اصول افتا تک کو بھی نہیں پڑھا ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ اس میدان کے ماہر ہو.. اور بہ کثرت فتوی نویسی کی ممارست کی ہو۔

خوشامدی کے نقصانات

خوشامد پرست انسان ہر جگہ منہ کی کھاتا ہے..

حصول جاہ اور چند دن کی عشرت کے لیے اپنے آپ کو ذہنی غلام تک بناڈالتا ہے۔ تملق بازی اور خوشامدی کے اثرات اور نقصانات کے جراثیم جب کسی میں جڑپکڑلیتے ہیں تو آسانی سے جگہ نہیں چھوڑتے...

ایسا شخص موقع بہ موقع خوار و متہم ہوتا رہتا ہے

حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص کسی ایسے کی مدح کرے جو اس مدح کا مستحق نہ ہو تو اس نے اپنے آپ کو مقام تہمت پر کھڑا کر دیا۔

(نزھة الناظر و تنبیه الخاطر؛ص143)

تَمَلُّق (چاپلوسی) کی تعریف:

"اپنے سے بلند رتبہ شخصیت یا صاحب منصب کے سامنے محض مفاد حاصل کرنے کے لیے عاجزی وانکساری کرنا یا اپنے آپ کو نیچا دکھانا تملق یعنی چاپلوسی کہلاتا ہے۔" [1] (باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۴،۱۹۳)

آیت مبارکہ: اللہ عَزَّ وَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِۙ-قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ(۱۱))(پ۱، البقرۃ : ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ”اور جو اُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔“

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ”خزائن العرفان“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”کُفّار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مُداہنت اور اہلِ باطل کے ساتھ تَمَلُّق و چاپلوسی اور ان کی خوشی کے لئے صُلحِ کُل بن جانا اور اظہارِ حق سے باز رہنا شانِ منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کر لیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے، اسلام میں اس کی ممانعت ہے ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔“ (باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۴)

چاپلوسی کے نقصانات

حدیث مبارکہ، چاپلوسی کے سبب غیرت اور دین جاتا رہا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے کسی غنی (یعنی

مالدار) کے لیے عاجزی اختیار کی اور اپنے آپ کو اس کی تعظیم اور مال و دولت کی لالچ کے لیے بچھا دیا تو ایسے شخص کی غیرت کے تین حصے اور اس کے دین کا ایک حصہ جاتا رہا۔"[2](باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۵، ۱۹۴)

تملق (چاپلوسی) کے بارے میں تنبیہ:

چاپلوسی اور خوشامد کرنا ایک مذموم، مہلک اور غیر اخلاقی فعل ہے، بسا اوقات چاپلوسی اور خوشامد ہلاکت میں ڈالنے والے دیگر کئی گناہوں جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی وغیرہ میں مبتلا کر دیتی ہے جو حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ البتہ علم دین حاصل کرنے کیلئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد اور طالب علم اسلامی بھائیوں کی خوشامد کرے تاکہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جا سکے۔ ایسی خوشامد اور چاپلوسی شرع میں ممنوع نہیں۔ چنانچہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "خوشامد کرنا مؤمن کے اخلاق میں سے نہیں ہے مگر علم حاصل کرنے کے لئے خوشامد کر سکتا ہے۔"[3](باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۵)

تملق (چاپلوسی) کے اسباب و علاج:

(1)...جب انسان کی طبیعت آرام پسند ہو جائے اور محنت کی عادت یکسر ختم

ہوجائے تو بندہ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے چاپلوسی کی سیڑھی استعمال کرتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خود کو محنت کا عادی بنائے تاکہ چاپلوسی کے بجائے اس کی محنت کو کامیابی کی سند سمجھا جائے۔

(2)...تملق کا ایک سبب شہرت کی طلب ہے لہٰذا بندہ طلب شہرت کے نقصانات کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(3)...بعض افراد کی طبیعت فسادی ہوتی ہے، لہٰذا وہ اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہوکر تملق کی راہ اختیار کرتے ہیں اور جب ان کے اس برے فعل کی نشاندہی کی جائے تو اسے یہ لوگ اصلاح کا نام دیتے ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس طرح اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ سوال کرے:"اللہ عَزَّوَجَلَّ شر و فساد پھیلانے والے کو سخت ناپسند کرتا ہے کہیں اپنی اس شر انگیزی اور فسادی طبیعت کے سبب میں رحمت الٰہی سے محروم نہ کر دیا جاؤں؟"

(4)...بعض افراد اپنی ترقی کے لیے دیگر افراد کو دوسروں کی نظروں میں نیچے گرانا لازمی سمجھتے ہیں اور اس کے لیے چغل خوری کی راہ اختیار کرتے ہیں لہٰذا چغل خوری کی عادت تملق کا بہت بڑا سبب ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ چغل خوری کے دُنیوی اور اُخروی نقصانات اپنے پیش نظر رکھے۔

(5)...دوسروں کو اذیت دینے اور نقصان پہچانے کی غرض سے تملق کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات میں خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے اور آخرت کے مواخذے کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(6)...بعض افراد تملق کو ذاتی خامیوں کے لیے پردہ سمجھتے ہیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے کے بجائے تملق میں ہی اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذاتی خامیوں کو دور کرنے کے لیے دیانت دارانہ کوشش کرے اور اپنی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچائے۔

(7)...بعض افراد بغض وکینہ کے سبب کسی کو بھی نقصان پہچانا چاہتے ہیں تو اُس کی چاپلوسی شروع کردیتے ہیں تاکہ اس جال میں پھنس کر وہ شخص خود پسندی وغیرہ جیسی آفات میں مبتلا ہوجائے اور کبھی ترقی نہ کرسکے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینے سے پاک کرے ، احترام مسلم کا جذبہ بیدار کرے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے درست اور مفید مشورہ دے۔

(8)...بعض اوقات صاحب منصب حضرات کی ہم نشینی بھی اس مہلک مرض میں مبتلا کردیتی ہے،اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بقدر ضرورت ہی صاحب

منصب افراد سے تعلق رکھے اور بے جا ملاقات سے پرہیز کرے۔

(باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۸، ۱۹۷)

[1] ـــــ بريقة محمودية شرح الطريقة المحمديه، الثانی عشر من آفات القلب۔۔الخ، فی بحث التواضع والتملق، ج۲، ص۲۳۵۔

[2] ـــــ شعب الايمان، باب فی حسن الخلق، ج۶، ص۲۹۸، حديث : ۸۲۳۲۔

[3] ـــــ شعب الايمان ،باب فی حفظ اللسان، ج۴، ص۲۲۴، حديث : ۴۸۶۳۔

ذکرِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہاں نہیں؟

ہو نہ یہ پُھول تو بلبل کا ترنّم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

ایسی کوئی جگہ نہیں، جہاں ذکر مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہیں.... ایسا کوئی لمحہ نہیں، جس

میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں... ہر سو ذکر مصطفیٰ ﷺ کی گونج گونج ہے... ہر وقت رفعت مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے ہیں... بلبلیں ان کے ذکر میں زمزمہ خوانی کررہی ہیں... کلیاں ان کے ذکر کی حلاوت سے چٹخ رہی ہیں.... مور و ملخ ان کی یاد میں رقصاں ہیں... وحوش و طیور ان کی آمد پر فرحاں ہیں.... گویا ہر اک ذکر مصطفی... تذکرہ مصطفی.... اور یاد مصطفی کے پربہار چمنستان کی فضاؤں سے لطف اندوز ہورہا ہے.... تو پھر میں کیوں نہ کہوں...

سب سے اولی و اعلی ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

ان کے عروج کی کوئی حد نہیں ہے... جہاں عروج کی معراج ہوتی ہے وہاں سے مصطفیٰ ﷺ کی معراج شروع ہوتی ہے...۔ذکر مصطفیٰ ﷺ کی رفعتیں قرآن نے بیان کیں... رخ انور کی قسمیں خود قرآن نے اٹھائیں.... زلف عنبریں کے پرنور تذکرے قرآن نے کیے... موج نور میں غوطہ زنی کرتی ان کی شب و روز کی ادائیں قرآن نے بیان کیں.... اب بھلا ان کا ذکر پاک کیسے مٹایا جاسکتا ہے....

بقول امام عاشقاں:

مٹ گئے، مٹتے ہیں ،مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ان کا چرچا آسمانوں میں ہے... ان کا ذکر خلد بریں کی بلندیوں پر ہے... ان کے چرچے، ان کا ذکر کہاں کہاں نہیں...

ڈاکٹر مسعود احمد مجددی نقش بندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ذکر مصطفیٰ (ﷺ) کہاں نہیں؟... کوئی جگہ نہیں، جہاں نہیں... اللہ اللہ... اُن کے کرم سے موجودات نے لباسِ وجود پہنا... اُن کا چرچا آسمانوں میں... اُن کا چرچا زمینوں میں... اُن کا چرچا سمندروں میں... اَنبیا و رُسل، فلک و ملک، جن و انس سب اُن کی آمد آمد کے منتظر... اُن کا نامِ نامی، بہارِ زندگی... اُن کا وجودِ گرامی، شبابِ زندگی... اُن کی راتیں، مغفرت کی برسات... اُن کے دن، رَحمت کی پھوار... اُن کا تبسم، طلوعِ فجر... اُن کا غم، غروبِ سحر... اُن کی عنایت، دلوں کی ٹھنڈک... اُن کا کرم، روحوں کی فرحت... اُن کا دیدار، آنکھوں کی روشنی... اُن کا کردار، انسانوں کی معراج... ذکرِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑی سعادت ہے... وہ دل، دل نہیں جو اُن کے لیے نہ سلگے... وہ آنکھ، آنکھ نہیں جو اُن کی یاد میں نہ برسے... وہ سینہ، سینہ نہیں جو اُن کی محبت میں نہ پھلکے... وہ زباں، زباں نہیں جو اُن کی مدح و ثنا میں نہ کھلے... ہاں، رَگوں میں خون دوڑ رہا ہے... دل میں جذبات اُمنڈ رہے ہیں؛ دماغ

میں خیالات پھوٹ رہے ہیں... زباں پر الفاظ مچل رہے ہیں... جسم میں ہلچل مچی ہے... پھر کیوں نہ اُس جانِ جاں (ﷺ) کا ذکر کریں !... ہاں ربّ العالمین خود اُن کا ذکر فرما رہا ہے... اللہ اللہ ! وہ ذکر کی کن بلندیوں پر فائز ہیں... اس سے بڑھ کر بلندی اور کیا ہوگی کہ نامِ نامی؛ رب کریم کے حضور اس طرح سرفراز ہوا کہ ہر سرفرازی، اُس سرفرازی کے قدم چومنے لگی... ہمارا کیا منہ؟ ہماری کیا اَوقات، ہماری کیا بساط جو اُن کا ذکر کریں... عقل نہیں جو اُن کی بلندیوں کو پا سکے... دماغ نہیں جو اُس جوامع الکلم کی بات سمجھ سکے... آنکھ نہیں جو اُن کے جلوؤں کو دیکھ سکے... کیا کریں اور کیا نہ کریں؟... دل بے قرار ہے... آنکھیں اَشکبار ہیں... اللہ اللہ ! مگر وہ تو غریب نواز ہیں، ہاں ؎

اک ننگ غم عشق بھی ہے منتظر دید
صدقے ترے اے صورت سلطان مدینہ

(آمدِ بہار، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۲۰، ص۶۔۷)

اللہ اللہ... ان کے ذکر کی برکتیں دیکھیے...

ان کے ذکر سے افکار نکھرنے لگے.. کردار مہکنے لگے... زندگیاں دمکنے لگیں... صورتیں چمکنے لگیں... بہاروں میں بہار آگئی... دکھ کے مارے، مارے

فرحت کے رقص کرنے لگے...غلاموں کو آزادی مل گئی... نہتوں کو آسرا مل گیا....یہ شان ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ اور رفعت مصطفیٰ ﷺ کی....

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله صلوا علیه وآله

قلم کی طاقت قلم کی سطوت

طلبہ مدارس اور ہمارے وہ بھائی جو ابھی تک قلم و قرطاس سے دور ہیں۔ان کے لیے دست بستہ عرض ہے کہ وہ اس نئے سال 2023 کے شروع ہی میں ایک پلاننگ بنائے کہ اس ایک سال کے اندر اندر قلم و قرطاس سے میں اپنا رشتہ اس قدر استوار کرلوں گا کہ 2024 آتے آتے ایک نیا قلم کار بن کر ابھروں گا!

عزم، استقلال اور جذبہ شرط ہے

باقی کوئی مشکل چیز نہیں ہے

ذیل میں قلم و قرطاس کی اہمیت کے حوالے سے ایک مضمون ہے اسے پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ قلم کی کیا طاقت ہے!

____ قلم کی طاقت قلم کی اہمیت اور قلم کی ضرورت کو ہم لوگ بیاں تو خوب زور و شور کے ساتھ کرتے ہیں مگر زمینی سچ یہ ہے کہ ابھی تک ہم اس قلم کی طاقت، اہمیت اور ضرورت سے حقیقی طور پر آشنا نہیں ہو پائے ہیں.... اس عدم شناسائی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہماری جماعت میں قلمکار علما کی بھی کمی ہے اور قلم و قرطاس کے قدر دانوں کی بھی کمی ہے....۔

فرسودہ موضوعات پر مشتمل تقریریں بڑے شوق سے سنی جاتی ہیں اور ان پر داد و دہش بھی خوب دی جاتی ہے مگر آج کا رونا یہ ہے کہ خون و پسینہ ایک کر کے لکھی گئی تحریروں پر کسی کی توجہ نہیں ہوتی...

یاد رکھیے !.... ابلاغ دین و اشاعت شریعت میں جتنا رول قلم و قرطاس کا ہے اس کا عشر عشیر بھی تقریر کا نہیں ہے.... تقریر کی اہمیت مسلم ہے... اس سے کسی کو کوئی انکار نہیں، فکری اور علمی تقریریں میں خود سنتا ہوں اور یقینا سننا بھی چاہیے.... مگر بات افراط و تفریط کی ہے... یعنی جس کا جو ریل مقام ہے بہر حال اسے ملنا چاہیے اور بدقسمتی سے آج وہ قلم کو نہیں مل رہا ہے۔

جس طرح آج کا محرر اس حوالے سے نالہ زن ہے اسی طرح ماضی کا محرر بھی اس درد کو رو کر خلد نشیں ہوا ہے... ہماری تو حیثیت بھی کچھ نہیں یہ وہ صاحب طرز

ادیب و محرر تھے کہ جو دنیاے علم و ادب میں "رئیس التحریر" جیسے باوزن لقب سے پہچانے گئے۔ وہ شخصیت کسی اور کی نہیں.. نباض وقت، مفکر ملت حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالی کی ہے کہ جن کی نگارشات نے علمی اور ادبی حلقوں میں ایک انقلاب برپا کر کے رکھ دیا.... آپ جب اس درد کو بیاں کرتے ہیں تو ہمیں قوم کا مستقبل نہایت تاریک نظر آتا ہے.... علماء کرام سے آپ اس حوالے سے جس زور و شور کے ساتھ اپیل کرتے نظر آتے ہیں... اس کی نظیر ملنی مشکل ہے...۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی نس نس میں ملت کا درد بھرا ہوا تھا... آپ ہمہ وقت ملت کی فکر میں کڑھتے رہتے تھے... اس کڑھن کا کچھ اندازہ ہم آپ کے اس مکتوب سے لگا سکتے ہیں جو آپ نے علامہ یسین اختر مصباحی کو لکھا تھا..

یہ مکتوب حضرت قائد اہلسنت علامہ ارشد القادری نے علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب کو اس وقت لکھا جب آپ کو معلوم ہوا کہ مصباحی صاحب کی ادارت میں نکلنے والا ماہ نامہ "حجاز جدید" خسارے میں چل رہا ہے۔ مکتوب ملاحظہ ہو:

رئیس التحریر حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی (مدیر اعلیٰ حجاز جدید نئی دہلی)

السلام علیکم و رحمتہ و برکاتہ

مزاج گرامی ؟

۲۶ جنوری کو اپنے غیر ملکی سفر سے واپسی پر جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کے دفتر میں آپ سے ملاقات کر کے خوشی ہوئی، لیکن یہ معلوم کر کے افسوس بھی ہوا کہ ماہ نامہ "حجاز جدید" خسارے میں چل رہا ہے۔ کسی بھی کاروبار کے کا خسارہ خطرے کا الارم ہوتا ہے۔ اگر مصنوعی تدبیروں سے اس کی تلافی نہیں ہوتی تو اس کا انجام بالکل وہی ہوتا ہے جو بجھتے بجھتے نبض کی تپش کا ہوا کرتا ہے۔ جرائد کو گور غریباں تک پہنچانے والا یہی راستہ ہوتا ہے۔

اس خبر سے مجھے تشویش اس لیے بھی لاحق ہو گئی ہے کہ ہماری جماعت ہر معاملے میں حساس ہے، لیکن تحریر کے معاملے میں اس کے احساس کی ٹھنڈک نقطہ انجماد کے قریب تک پہنچ گئی ہے۔ مسجد، مدرسہ، درگاہ، عرس اور جلسہ و جلوس ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جسے ہماری جماعت نے مرنے سے نہ بچالیا ہو۔ سالہاسال کے تجربات شاہد ہیں کہ جب بھی ان میں سے کسی پر نزع کا عالم طاری ہوا، بالیں کے کنارے مسیحاؤں کی بھیڑ جمع ہو گئی اور ہزار مشکلات کے باوجود جسے بچانا تھا بچالیا گیا۔

لیکن زندگی کی سرفرازیوں کا نقشہ تیار کرنے کے لیے جس نے بھی قلم ہاتھ میں لیا اسے اس خارزار وادی سے تنہا گزرنے کا گزرنا پڑا، کسی نے اس کا کرب تقسیم نہیں کیا۔ چوٹ کھا کر گرنے کا تماشہ سب نے دیکھا لیکن زخموں پر تسکین کا مرہم رکھنے کی کسی کو توفیق نہیں ہوئی۔ کسی نے محسوس نہیں کیا کہ جو خونِ جگر ہر ماہ تحریروں کے نقوش میں جذب ہو رہا ہے وہ سوکھ گیا تو قلم کے لیے روشنائی کہاں سے آئے گی؟ کون احساس کی نبض کو گرم رکھے گا؟ کون فکر کے دریچے کھولے گا؟ کون جذبے کو نئی توانائی عطا کرے گا؟ اور کون کاروانِ ہمت کو جادہ پیمائی کے لئے آمادہ کرے گا؟

یہ ساری ضرورتیں چارہ گروں کو آواز دیتی رہیں اور وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں اور اکھڑی ہوئی سانسوں کا تماشہ دیکھتے رہے، بالآخر فکر و آگہی کا ایک سفینہ اپنے ہی ناخداؤں کی نظروں کے سامنے ڈوب گیا۔ اس طرح کی بہت سی دردانگیز موتوں کا میں عینی شاہد ہوں بلکہ اس طرح کی موت سے خود بھی کئی بار مرا ہوں اور زندہ ہوا ہوں۔ غالباً آپ کو یاد ہوگا آج سے ایک سال پیشتر جب دہلی میں آپ نے ایک ماہ نامے کے اجرا کا ارادہ ظاہر کیا تھا، اسی دن میں نے اس راہ کی مشکلات سے آپ کو باخبر کر دیا تھا۔ لیکن شوق آبلہ پائی کی عمر دراز ہو کہ جیسے بھی ہو اس خارزار وادی

سے آپ کو گزرنا ہے۔ آپ اس یقین و اعتماد کے ساتھ اپنا سفر شوق جاری رکھیں کہ نعرہ لگانے والوں کی بھیڑ میں کچھ حقیقت پسند افراد بھی موجود ہیں۔

تشویش کے باوجود میں ماہ نامہ "حجاز" کے لیے پر امید ہوں کہ وہ زندہ رہے گا، کیونکہ اہل سنت کا یہ پہلا ترجمان ہے جو فکری اور تنظیمی بیداریوں کی ایک انقلاب انگیز تحریک لے کر اٹھا ہے۔ ہر شمارے میں آپ کا اداریہ واضح طور پر اس منزل کی نشاندہی کرتا ہے، جدھر آپ اہل سنت کی نوجوان نسل کو لے جانا چاہتے ہیں، کسی بھی مدیر کی قلمی توانائیوں کا مظہر دراصل خود اس کا اداریہ ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے فکر انگیز اور ذہن ساز اداریوں کے ذریعے جماعت کے سو پچاس افراد کو بھی قلمی توانائیوں سے مسلح کر دیا تو آپ کا نام مذہبی زندگی کی ناقابل تسخیر قوتوں کے بانی کی حیثیت سے تاریخ میں محفوظ ہو جائے گا۔

آپ ہر ماہ اسی طرح احساس کی مردہ رگوں پر نشتر چلاتے رہیے، کہیں سے تو زندگی کا سوتا پھوٹے گا، کبھی تو جذبات کی سطح سے اوپر اٹھ کر سوچنے والے افراد پیدا ہوں گے۔ تحریر کی ساحری کا رنگ اگرچہ دیر میں نکھرتا ہے لیکن اگر نکھر گیا تو صدیوں تک وہ اسی آب و تاب کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اس کی زندہ مثال دیکھنا ہو تو اعلی حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی کی عبقری شخصیت کا مطالعہ کیجیے۔ ان

کی زندگی میں "چند کتابے و دواتے و قلمے" کے سوا تقریر و خطابت کی کوئی گھن گرج آپ نے دیکھی ہے؟ راویوں کے بیان کے مطابق تین سو ساٹھ دنوں میں صرف تین دن مواعظ کے لیے مخصوص تھے، باقی سارے ایام کی مصروفیات قرطاس و قلم کے سوا اور کچھ نہیں تھیں۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی نے مجلدات کی صورت میں اپنے علوم و معارف کے خزائن کا ہمیں وارث نہ بنایا ہوتا تو آج ہم پوری دنیا میں سر اٹھا کر کیسے چلتے؟ ان کی تحریروں کے گنجہائے گراں مایہ ہمارے پاس نہ ہوتے تو اپنے وقت کا ابو حنیفہ، غزالی اور رازی کہنے کے لیے ہمارے پاس کونسی دستاویز تھی؟ اور عقل بے مایہ کو انگشت بدنداں رہنے دیجیے کہ مسلک اہل سنت کے نام سے امتیاز حق و باطل کا ایک عالم گیر انقلاب جس کے مبارک و مسعود آثار سے آج بحر و بر کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے یہ تنہا ایک شخص کے قلم کا برپا کیا ہوا ہے۔

اپنی تلخ نوائی کی معذرت چاہتے ہوئے اس مقام پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اعلی حضرت فاضل بریلوی نے ہمیں لوح و قلم کا وارث بنایا تھا اور ہم نصف صدی سے صرف منبر کی طرف دوڑ رہے ہیں، اس کا انجام یہ ہے کہ اب اہل قلم ہماری جماعت میں نہیں پیدا ہو رہے ہیں۔ کسی مفکر کو دیکھنے کے لیے ہماری آنکھیں

ترس گئی ہیں۔ دنیا کا کوئی مذہب بھی ہوا میں تحلیل ہو جانے والے الفاظ کی بنیاد پر زندہ نہیں رہا ہے، جب تک اس کی پشت پر فکر انگیز لٹریچر نہ ہو، نہ اسے استحکام حاصل ہو سکتا ہے اور نہ وہ نسلوں میں منتقل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں "حجاز" کے قارئین کو میں ایک نہایت افسوس ناک اطلاع دے رہا ہوں، اپنے اس طویل سفر میں یورپ، امریکہ اور مشرق وسطی کے بہت سارے ملکوں میں مختلف زبانوں کے مذہبی لٹریچر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسی ہندوستان میں جنم لینے والے فرقہائے باطلہ کے لٹریچر مختلف زبانوں میں ملے، لیکن اعلی حضرت فاضل بریلوی کے سوا اس انبار میں اہل سنت کے کسی اور مصنف کا نام ہمیں نہیں مل سکا اور ہم حیرت زدہ اس لیے نہیں ہوئے کہ جب ہم اپنی مادری زبان میں کوئی فکری اور علمی لٹریچر تیار نہیں کر سکے تو بین الاقوامی زبانوں میں اس کے تراجم کیوں کر وجود میں آ سکتے ہیں؟

اگر ہماری جماعت کے اصحابِ فکر و قلم نے ان فروگزاشتوں کی تلافی نہیں کی تو ہندوستان کی سرحدوں کے اس پار موجودہ امتیاز و تشخص کے ساتھ ہمارا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ ویسے ایران اور نجد کو چھوڑ کر دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں مذہب اہل سنت انہی روایات کے ساتھ زندہ نہ ہو جن روایات کے ساتھ

ہند و پاک میں زندہ ہے۔ اور یہ بات ہرگز تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ مذہب زندہ ہو اور اس کے پیچھے اہل علم، اہل فکر، اہل قلم اور اہل ابلاغ کا وجود سرگرم عمل نہ ہو۔ لیکن ماتم اپنی اس تقصیر کا ہے کہ آفاقی سطح پر ہم اپنی تبلیغی ذمہ داریوں سے اب تک کیوں نہیں سبک دوش ہوئے؟

اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ہم نے اپنی ساری انرجی صرف تقریروں پر صرف کی ہے اور پہاڑ کے برابر غلطی یہ ہوئی کہ ہم نے اپنی عوام کو بھی تقریروں کا رسیا بنا دیا۔ اور ایسا رسیا بنا دیا کہ تقریروں کے علاوہ تحریروں کی پذیرائی کا جذبہ ہی ان کے اندر سے بالکل مفقود ہو گیا۔ ہم سجدہ سہو ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو حالات اب بھی قابو سے باہر نہیں ہیں۔

اس کے لیے دو بنیادی کام کرنے ہوں گے، پہلا کام تو یہ ہے کہ ترغیب وتشویق کے جتنے بھی ذرائع ممکن ہو سکتے ہیں، انہیں استعمال کر کے اہل سنت میں اصحاب قلم مفکرین کی ایک متحرک و فعال جماعت تیار کی جائے اور دوسرا کام یہ ہے کہ اپنے عوام میں قلمی خدمات کی پذیرائی اور قدر دانی کا ایسا پر خلوص جذبہ پیدا کیا جائے کہ وہ تحریری کام کو زندہ رکھنے کے لیے ہر طرح کی معاونت کریں۔

ہم اپنی انقلابی مہم کا آغاز ماہ نامہ "حجاز" سے کر رہے ہیں، جو ایک منظم فکری و

تعمیری منصوبہ کے تحت منظر عام پر آیا ہے۔ اس کے مستقبل کو مالی اعتبار سے مستحکم اور بے خطر بنانے کے لیے پورے ملک سے کم از کم سو مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ پانچ سو کا ڈرافٹ "حجاز جدید" منتقلی کے نام سے آپ کے پتے پر بھیج دیں۔ اس طرح ایک خطیر رقم جمع ہو جانے کے بعد وہ آزمائش کے ابتدائی مراحل سے بخیر و عافیت گزر جائے گا انشاء اللہ۔

میں اپنے حصے کی رقم عزیزی فیض ربانی سلمہ کے ذریعے آپ کی خدمت میں حاضر کر چکا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ ماہنامہ "حجاز" کی اہمیت محسوس کرنے والے افراد اس تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔

آپ کا قدر داں

ارشد القادری

فیض العلوم، جمشید پور

یکم فروری ۱۹۸۹ء

(برید مشرق، ڈاکٹر خوشتر نورانی، مکتوب نمبر ۱۴۸، ورلڈ ویو پبلیشرز لاہور)

تحریر میں مندرج حوالہ ہمارے ایک قلمی دوست مولانا سلیم قادری رضوی صاحب کی ایک تحریر سے لیا گیا ہے۔

کھمبی کے حیرت انگیز فوائد

کھمبی ایک قدرتی نبات ہے...اس کی سبزی نہایت ذائقہ دار ہوتی ہے... میسر آئے تو آپ بھی کبھی اس نعمت سے لطف اندوز ہوں

قدیم مصر میں لوگ کھمبی (مشرومز) کے اگنے کو کسی جادوئی عمل کا نتیجہ قرار دیتے تھے کیوں کہ یہ راتوں رات اگ آتی ہے...اور نہایت ذائقہ دار بھی ہوتی ہے..

کھمبی کی بھی اپنی ایک تاریخ ہے.. عہد قدیم میں اس کا استعمال دوا اور غذا کے طور پر ہوتا تھا جب کہ یونانی حکیم بقراط (جو کہ "فادر آف طب" مانا جاتا ہے) نے تو کھمبی کو ہڈیوں اور پٹھوں کے درد کو رفع کرنے کا ذریعہ بھی بتایا ہے۔

کھمبی کی طرح ایک اور نبات بھی ہوتی ہے جس کی شکل چھتری کی طرح ہوتی ہے اسے ککرمتا کہا جاتا ہے...بظاہر تقریباً وہ بھی کھمبی ہی کی طرح ہوتا ہے مگر اس کا فائدہ کچھ بھی نہیں ہوتا ہے.. اس کو کھایا جاتا ہے اور نا ہی اسے کسی درد کو رفع کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے...

ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ جب آسمانی بجلی گرجتی ہے تو اس کی گرج اور آواز

سے یہ کھمبیاں حیرت انگیز طور پر زمین کا سینہ چاک کر کے نکل آتی ہے..غالبا حقیقت بھی یہی ہے کیوں کہ گرمی اور موسم سرما میں کبھی بھی ان کو زمین سے نکلتے دیکھا نہیں گیا...اور جب بجلی گرجتی ہے برسات ہوتی ہے تو دوسرے تیسرے دن ہی یہ ذائقہ دار سبزی بہ کثرت دیکھی جا سکتی ہے۔

اس قدرتی نعمت کے کافی سارے فوائد ہیں حتی کے اس کا ذکر حدیث پاک میں بھی ملتا ہے

حدیث شریف میں اسے من و سلویٰ میں سے شمار کیا گیا ہے اور اس کے پانی کو آنکھوں کی شفاء یابی قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله تعالى عليه وسلم وَفِي يَدِهِ أَكْمُؤٌ ، فَقَالَ : هٰؤُلاَءِ مِنَ الْمَنِّ ، وَهِيَ شِفَاء لِلْعَيْنِ۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں کھمبیاں تھیں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"یہ کھمبیاں منّ میں سے ہیں اور یہ آنکھ کے لیے شفاء ہیں۔"(مصنف ابن ابی شیبہ..24161)

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھمبیاں بہت زیادہ ہوا کرتی تھی تو بعض صحابہ کرام کہنے لگے کہ یہ زمین کے چیچک ہیں (یعنی جس طرح انسان کے بدن سے بیماری میں چیچک نکلتا ہے گویا یہ بھی زمین کی بیماری میں اس سے نکلتی ہے) اور انہوں نے اسے کھانے سے انکار کردیا یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ کھمبی زمین کا چیچک ہے، خبردار سنو یہ زمین کا چیچک نہیں بلکہ من و سلویٰ سے ہے اور اسکے پانی میں آنکھوں کے لئے شفاء ہے [شرح مشکل الآثار، ۱۴/۳۶۷]

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کمأۃ کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسی سبزی ہے جو تنا اور پتوں کے بغیر ہوتی ہے اور زمین میں بغیر بوئے پائی جاتی ہے
[فتح الباري لابن حجر، ۱۰/۱۶۳]

اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے... اب رہا یہ سوال کہ خالص اس کا پانی ہی آنکھوں کے لئے شفا ہے یا کسی دوسری دوائی وغیرہ میں ملایا جائے تب شفا ہے.. تو علامہ نووی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ صحیح اور درست بات یہ ہے کہ اس کا پانی مطلقاً آنکھوں کے لیے شفا ہے... استعمال اس طور پر کرنا ہے کہ پانی کو

نچوڑ کر آنکھوں پر لگایا جائے.....

مزید فرماتے ہیں کہ اپنے زمانے میں، میں نے اور میرے علاوہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک نابینا تھے جن کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی انہوں نے اپنے آنکھوں پر کھمبی کا خالص پانی لگایا تو وہ شفایاب ہوگئے اور ان کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور وہ شخصیت علامہ شیخ کمال بن عبد اللہ دمشقی علیہ الرحمہ تھے، جنہوں نے حدیث پاک پر اعتماد کرتے ہوئے اور حدیث سے تبرک کی نیت سے کھمبی کا پانی استعمال فرمایا تھا[النووي، شرح النووي علی مسلم، ۱۴/۵]

ان تمام فضائل کے ساتھ ساتھ اس کا سالن بھی بڑا لذیذ اور ذائقہ دار ہوتا ہے... اس کا ذائقہ تقریبا سید الطعام یعنی گوشت جیسا ہوتا ہے...

فقیر نے بھی اس کی سبزی کھائی ہے... اگر صحیح ڈھنگ سے بنایا جائے تو یقینا ایک بار آپ گوشت کو بھی بھول جائیں گے...

اگر آپ بھی کبھی اس نعمت سے لطف اندوز ہوئے ہو تو ضرور بتائیں....

ایک منظر کشی

پھول،پھول کی خوشبو اور شبنم ___بارش کا موسم اور نسیم صبا کے
جھونکے______گل اور غنچہ
موتیوں کی مانند بارش کی ننھی ننھی بوندیں
جب پودوں کی جڑوں میں جذب ہوتی ہیں
تو ان میں پھول کھلتے ہیں....
.پھر بھینی بھینی مہک اٹھتی ہے.....
اور ماحول کو خوش بو میں بسا دیتی ہے.....
ذرہ ذرہ شاداب ہو جاتا ہے.....
دلوں کی زمیں پر بہار آجاتی ہے.....کونپلیں پھوٹتی ہیں.....رنگ برنگے
پھول کھلتے ہیں.....شاخیں پھلوں سے لد جاتی ہیں.....
بلبلیں زمزمہ خوانی کرتی ہیں.....
کالے کالے اور پانی سے بھرے ہوئے بادل آسمان پر قافلہ وار چل رہے
ہیں...اور پھر رم جھم رم جھم برسنے شروع ہوتے ہیں تو رات بھیگ جاتی ہے.....

کپکپی طاری کرنے والی سرد ہوائیں شروع ہو جاتی ہیں... جوہڑ میں مینڈک ٹرانے لگتے ہیں...... گلشن مہک اٹھتا ہے.... ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آتا ہے...۔

آج شبنمی پھوار پڑ رہی ہے.... کبھی بوندا باندی ہوتی ہے.....نسیم صبا کے نرم نرم جھونکے پھل اور پھولوں سے لدے غنچوں کو بوسہ دیتے ہوئے گزر رہے ہیں.....۔

دور دور تک سبزہ ہی سبزہ نظر آرہا ہے.....پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے... بکریاں، بھیڑیں، اور گائیں بڑی مستی سے گھاس میں منہ ڈالے میدان میں چر رہی ہیں... زلف شب دراز ہوا چاہتی ہے...

پرندے گھونسلوں میں متمکّن ہو چکے ہیں..... دن بھر کا تھکا ہارا کسان سوئے منزل روانہ ہو رہا ہے..... بکریاں بڑی مستی سے جگالی کر رہی ہیں.....۔

ستارے چمک رہے ہیں..... رات کے بعد سویرا ہو گا..... ہر طرف چہل پہل..... ہر نگاہ شاد شاد..... اور ہر درخت شبنمی پھوار سے بھیگا ہوا ہو گا.....۔

بھور ہو چکی ہے........ اور اب نسیم جاں فزا کے ریشمی جھونکے پھولوں سے اٹکھیلیاں کر رہے ہیں..... ننھے منھے پودوں کی مسکراہٹ عطر افشانی کر رہی ہے..... یہ منظر بڑا دل پذیر.... دل کش..... اور دل آرا ہوتا ہے..... ایسا منظر

دیکھ کر طبیعتیں نکھرنے لگتی ہیں.....اور افکار مہکنے لگتے ہیں....۔

یہ ہے مناظرِ فطرت.....آپ جتنا فطرت سے وابستہ رہیں گے اتنا ہی صحت مند،اور زندگی میں مطمئن رہیں گے.....۔

طلبۂ مدارس دال شوق سے کھائیں!

دال کے دماغی اور جسمانی فوائد

غذائی ماہرین کے مطابق دالوں میں آئرن بڑی مقدار میں موجود ہوتی ہے،کمزور لوگ خون کی کمی کے شکار ہوتے ہیں،خون کے خلیے آکسیجن کی سپلائی کا کام کرتے ہیں اور اگر ان کی کمی ہو تو انسان میں تھکن کی شکایت بڑھ جاتی ہے ،دالیں آئرن کی کمی کا بہترین علاج ہیں.......۔

غذائیت کے لحاظ سے مسور کی دال میں 25فیصد پروٹین،60فیصد کاربوہائیڈریٹس اور 12فیصد رطوبت پائی جاتی ہے جب کہ اس دال میں فاسفورس اور پوٹاشیم بھی وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے۔

فوائد متفرقہ:مسور کی دال بڑھتے وزن کو کم کرنے میں مدد کرتی ھے کیوں کہ یہ فائبر اور پروٹین سے مالا مال ہوتی ہے.....اور ان دو غذائی اجزا کی وجہ سے ہمارا

پیٹ زیادہ دیر تک بھرا ہوا رہ سکتا ہے.... اس طرح بڑھتے وزن سے پریشان افراد کو بھوک کم لگے گی.. اور ان کے وزن میں کمی آئے گی....

دالوں میں بہت سارے وٹامنز اور منرلز بھی ہوتے ہیں جیسا کہ وٹامن بی، 1، وٹامن بی، 2 کیلشیم اور آئرن، جو قوت مدافعت میں اضافہ کرتے ہیں۔

دالوں میں چکنائی کم ہوتی ہے، جو اس کو دل کی صحت کے لیے مفید خوراک بناتی ہے۔اس کے علاوہ دال ہاضمے کے نظام کو صحت مند اور متحرک رکھنے اور قبض جیسے مسائل سے نمٹنے میں مدد دیتی ہیں۔

متوازن غذائیں کھانا صحت کے لیے نہایت ضروری ہے اور دالیں بھی ان میں سے ایک ہیں، دالوں کا باقاعدہ استعمال جسم کے لیے بے شمار فائدوں کا سبب ہے۔اس لیے پروٹین سے بھرپور دال کو اپنی خوراک میں ضرور شامل کریں۔صبح یا رات کو دال کھانا کافی فائدہ مند ہے ۔دال میں صرف پروٹین ہی نہیں بلکہ فائبر، آئرن اور بہت سارے وٹامنز بھی ہوتے ہیں۔

دالوں کی کئی اقسام ہیں جیسے چنے کی دل، مونگ کی دال، ارہر کی دال اور مسور کی دال وغیرہ. ان میں سے ہر ایک کے اپنے فوائد ہیں.... ہر ایک کے اپنے مثبت اثرات ہیں...

دال، صرف جسمانی فائدہ ہی نہیں پہنچاتی، دماغی طور پر بھی انسان کو پر سکون رکھتی ہے.... اس کی فضیلت پر مبنی چند حدیثیں بھی ہیں جن کی روشنی میں ہمیں پتا چلتا ہے کہ یہ دال اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے...۔

وہ حدیث پاک جسے اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا یہ ہے: دال کی برکت کو اللہ عزوجل نے ستر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی زبانی بیان فرمایا ہے۔

حدیث پاک کا عربی متن یہ ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «عَلَيْكُمْ بِالْقَرْعِ فَإِنَّهُ يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ، وَعَلَيْكُمْ بِالْعَدَسِ فَإِنَّهُ قُدِّسَ عَلَى لِسَانِ سَبْعِينَ نَبِيًّا».

یعنی کدو کھاؤ اس سے دماغ میں پختگی آتی ہے اور دال کھاؤ کہ اس کی برکت کو (اللہ تعالیٰ نے) ستر انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی زبانی بیان فرمایا ہے...۔[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ۵/۴۴]

نیز حدیث پاک میں مسور کی دال کو برکت والا بتایا گیا ہے جیسا کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مسور ضرور کھایا کرو کیوں کہ یہ برکت والی چیز ہے۔ جو دل کو نرم

کرتی ہے اور آنسوؤں کو بڑھاتی ہے۔اس میں ستر/70انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی برکات شامل ہیں،جن میں حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام بھی شامل ہیں۔(فردوس الاخبار،حدیث:3876)

ایک بزرگ فرماتے ہیں:مسور اور زیتون نیکیوں کی غذا ہے،مسور بدن کو دبلا کرتا ہے اور دبلا بدن عبادت میں مددگار ہوتا ہے،مسور سے ایسی شہوت نہیں بھڑکتی جیسی گوشت کھانے سے بھڑکتی ہے(تفسیر قرطبی،346/.1ملتقطا)

حدیث مبارکہ اور غذائی ماہرین کے اقوال کے مطابق دال بہت سارے فوائد کو محیط ہے جسم کے لیے بھی مفید ہے اور دماغ کے لیے بھی...دماغ کے لیے مفید اس معنی کر کہ دال سے ہاضمہ خراب نہیں ہوتا ہے...ماہرین طب کے مطابق دماغ بیش دفعہ اسی وقت آگے پیچھے ہوتا ہے جب انسان کا ہاضمہ خراب ہوتا ہے...پیٹ سے بخارات اٹھتے ہیں اور سیدھے دماغ پر حملہ آور ہوتے ہیں...لیکن اگر ہمارا ہاضمہ درست رہتا ہے تو ہم بہت ساری بیماریوں سے یوں ہی محفوظ رہ جاتے ہیں...لہذا دال ہمیں شوق سے کھانی چاہیے۔

مدارس اسلامیہ کے طلبہ اس بات کو لے کر قدرے آزردہ خاطر رہتے ہیں کہ ہمیں مدرسوں میں دال زیادہ کھلائی جاتی ہے...۔

ان سے عرض ہے کہ آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں کیوں کہ یہ دال آپ کے لیے نہایت فائدہ مند ہے... اس سے آپ کا جسم اور دماغ پر سکون رہتا ہے.... فربہ پن سے دوری بنی رہتی ہے... نظام انہضام صحیح طور سے کام کرتا ہے... ان کے علاوہ بھی بہت سارے فوائد ہیں جو آپ کو اس سے حاصل ہوتے ہیں...

اور اگر کبھی دال یا مدرسے کی کسی سبزی میں مرچ مسالے کے حوالے سے افراط و تفریط یعنی کمی بیشی نظر آئے تو بجائے شکوہ شکایت کرنے کے بزرگانِ دین کی سیرت پر عمل کریں کہ کیسے انہوں نے حصول علم کی خاطر درختوں کے پتے کھائے مگر کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا۔ ہفتوں تک انہیں روٹی اور سالن میسر نہیں آتا تھا مگر پھر بھی انہوں نے علم حاصل کرنا ترک نہیں کیا.... بس لگے رہے... فاقوں پہ فاقے کرتے رہے اور علم دین حاصل کرتے رہے... بالآخر ایک دن وہ آیا کہ دنیا ان کی قدم بوسی کے لیے صف بندی کرتی نظر آئی اور رب تعالی نے انہیں حصول علم کی خاطر مشقتیں برداشت کرنے پر وہ انعامات عنایت فرمائے کہ دنیا آج بھی ان سیرت میں زندگی گزارنے کے اصول ڈھونڈتی ہے...۔ سو آپ بھی اسلاف کرام کی زندگی کے روشن خطوط پر عمل پیرا ہونے کی اپنی سی کوشش کریں ان شاء اللہ تعالی سرخ رو ہوں گے۔

منبع ارشاد بودہ خانقاہ اصفیا

(قسط:۱)

ایک وقت وہ بھی تھا جب خانقاہوں سے مجاہدین میدان تیار کیے جاتے تھے....انہیں جہاد بالنفس کی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے بھی تیار کیا جاتا تھا... حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ وغیرہ کے مثالی کارنامے اس پر شاہد عدل ہیں۔بڑی معذرت کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہماری خانقاہوں میں وہ بات نہیں رہی جو ادوارِ اسلاف میں ہمیں نظر آتی تھی۔

پہلے خانقاہ اس درس گاہ کا نام تھا جس میں داخل ہونے والا شخص اپنے قلب پژمردہ و فکر شوریدہ کو مزکی کرکے واپس لوٹتا تھا جب کہ آج جیب خالی کرکے واپس کبھی نا جانے کی گویا قسم کھاکر الٹے پاؤں پلٹتا ہے۔غارت ہوں وہ ملت فروش جنہوں نے اس مقدس مشن کے تقدس کو پامال کیا اور اسے اپنی دنیا کمانے کے لیے استعمال کیا....آج ہر طرف سکون کی تلاش ہے،لوگوں کو ہر چیز میسر ہے۔ گاڑی ہے...بنگلہ ہے...جائداد ہے مگر سکون ندارد...اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے

کہ جو شے منبع سکون تھی.... جہاں سے طمانیت و سکون کے سوتے پھوٹتے تھے... دین فروشوں نے ان منابع کو غلط مصارف میں جکڑ دیا.. اب بھلا سکون کہاں سے حاصل ہو....۔

خانقاہ ایک ولی ساز کارخانہ ہے... اور یہ وہ تقدس مآب مقام ہے جہاں سے شریعت و طریقت کی ضیاء پھیلتی ہے... یہاں سے گم گشتگان راہ کو چشمۂ ہدایت نصیب ہوتا ہے... یہاں علم و عمل کی بزم سجتی ہے.... اخلاص و وفا کے چراغ روشن ہوتے ہیں.... غرض یہ کہ خانقاہ روحانیت و للٰہیت سے عبارت مقام کا نام تھا... مگر آج اسے غلط مصرف میں استعمال کیا جارہا ہے... الاماشاء اللہ...۔

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت سے پہلے جس طرح یہود جہلاے قوم کو بے وقوف بنا کر آیات الٰہیہ کو فروخت کر کے اپنی دنیاداری چلاتے تھے بعینہ آج گدی نشینان خانقاہ اسی روش پر گامزن نظر آتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے ولی کی عقیدت میں پھانس کر ان سے پیسے ہڑپنے میں بلکل دریغ نہیں کرتے... یہ بے ایمانی و دنیا پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

گدی نشیں حضرات اگر اصول شرع پر کاربند ہو تب تو مسئلہ ہی کوئی نہیں بنتا مگر میں جن تیرہ بختوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں ان کا حال یہ ہے کہ وہ

اصول شرع کجا علم دین کے ابجد سے بھی ناآشنا ہوتے ہیں....ایسے لوگ جب اتنی مقدس جگہوں پر قابض ہوجاتے ہیں تو ظاہر ہے ان مقامات مقدسہ کا مس یوز ہوناہی ہے...۔

خانقاہی مزاج اپنانے کی ضرورت ہے

(قسط:۲)

پہلے زمانے میں خانقاہی مزاج انسان مخلوق خدا کے لیے راحت و آرام کا سبب ہوا کرتا تھا.....جہاں کہیں خلق خدا کو درد و کرب میں پاتا فوراسے پیشتر اس کی چارہ سازی میں مشغول ہوجاتا..انسان تو انسان رہا کسی کتے کو بھی پیاسا دیکھتا تو اسے بھی پانی پلاتا اور اس کے آرام کے بندوبست کی ہر ممکن سعی کرتا......۔

ایک بزرگ کے تعلق سے "تذکرۃ الاولیاء" میں منقول ہے کہ وہ اپنے بچپنے میں پڑھنے کے لیے مدرسہ تشریف لے جارہے تھے.....کہ راستے میں ایک گدھا دیکھا جو زمین پر ادھ مرا پڑا تھا اور اس کے بدن پر اس قدر زخم بھی آئے ہوئے تھے کہ جنہیں کوے بآسانی نوچ رہے تھے...،ان کو اس گدھے کی مجبوری پر ترس آیا،انھوں نے اپنی قیمتی دستار کو پھاڑ کر اس گدھے کے زخموں پر پٹی نما بنا کر باندھ دیا.......لکھا ہے کہ یہ عمل اللہ تعالی کو اتنا پسند آیا کہ صرف اسی ایک عمل

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں خلعت ولایت عطا فرمادی..........۔

آج اس دور کا تقابل اس عہد کے مجاوروں و خانقاہیوں سے کر کے دیکھیں......رات دن کا فرق نظر آئے گا...۔پہلے زمانے میں خانقاہوں سے غریب و مسکین کی معاونت کا درس دیا جاتا تھا....باطن کے ساتھ ساتھ لوگوں کی ظاہری ضروریات کا بھی خیال رکھا جاتا تھا...اولیاء کرام کا یہ وطیرہ رہا تھا کہ وہ بلا تفریق دولت مند و غریب ہر ایک کی عزت کرتے بلکہ غریب کی عزت افزائی کو ترجیح دیتے.. حضور غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے تعلق سے آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے گئے اور جو شخص اس گاؤں میں سب سے زیادہ غریب تھا اس کے ہاں قیام فرمایا...جتنے بھی تحفے تحائف لوگوں نے آپ کو پیش کیے تھے رخصت ہوتے وقت سارے آپ نے اپنے اس غریب مرید کو عنایت فرمادیے... سبحان اللہ! مگر آج کا سچ یہ ہے کہ غریب مرید کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔کمزور اور دکھوں کا مارا مرید پیر صاحب سے مصافحہ بھی کر سکے یہ بھی بہت بار ممکن نہیں ہو پاتا...۔اسی سے ملتی اور دل فگار بات اخیر میں کہوں گا اور وہ یہ کہ جو پیر صاحب اس دنیا میں چند لوگوں کی بھیڑ کو بہانہ بنا کر جس مرید سے مصافحہ بھی نہیں کرتے ہوں...... وہ پیر صاحب میدان محشر میں اس مرید کا ہاتھ پکڑ کر

جنت میں لے جائیں اس خول سے مرید صاحب کو باہر آجانا چاہیے؟

نوٹ: خانقاہیوں و مجاوروں سے وہ افراد مراد ہیں جو اصول شرع کی نہ خود پیروی کرتے ہیں اور نہ ہی اس طرف اپنے مریدین و متوسلین کو متوجہ کرتے ہیں۔

یہ خانقاہیں، جو کبھی انوار و تجلیات کے مراکز تھیں

(قسط:۳)

"قم باذن اللہ" کہہ سکتے تھے جو، رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!!!!

تاریخ اسلام میں صوفیاء کرام نے خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی اور اسے خوب پروان چڑھایا۔ خانقاہ، در حقیقت درس گاہ صفہ کے نہج پر وہ تربیت گاہ ہے جہاں ایک شیخ اپنے مرید کی روحانی و اخلاقی تربیت کرتا ہے اور اس کا تعلق رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے۔ لہذا خانقاہی نظام کی اساس تعلق باللہ ہی ہے۔ تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ ان خانقاہوں سے امت کو وہ ہیرے ملے کہ جن کے جگمگاتے کردار و عمل اور دل نواز سخن سے آج بھی انسانیت سکون پا رہی ہے۔ حضور غوث

اعظم و غریب نواز علیہما الرحمہ جیسے نفوس نادرہ امت کو جو نصیب ہوے ہیں انہوں نے بھی اپنی زندگیوں کا ایک بڑا حصہ خانقاہوں میں گزارا بلکہ ان کی تو ساری زندگیاں ہی خانقاہی نظام کی تبلیغ میں گزری ہیں...۔ پہلے خانقاہوں میں کیا ہوتا تھا؟ اس بابت زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ادوارِ ماضیہ میں ایسی نادر الوجود شخصیتیں گزری ہیں کہ جنہیں پڑھ سن کر ہی اندازہ ہوجاتا ہے کہ پہلے کا خانقاہی نظام کس قدر دنیاداری سے مزکی اور آخرت کی طرف راغب رہا ہوگا۔ بلکہ آج ضرورت ہے یہ کہنے کی، کہ ان خانقاہوں میں اب کیا ہورہا ہے... یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ دنیا پرست خانقاہیوں و مجاوروں نے صرف اپنی ہوس کی تکمیل کے لیے مذہبی مقدسات کا ناجائز استعمال کیا اور راہ سلوک سے منحرف ہوگئے... آج ہمارے اسلاف کی مسندوں پہ بہ کثرت وہ لوگ قابض ہیں کہ جنہیں "درد ملت" و "فلاح امت" جیسے الفاظ سننے میں کوئی روچی نہیں....... تزکیہ نفس و تصفیہ قلب جیسے الفاظ ان حضرات نے کبھی سماعت ہی نہیں کیے... قلم برداشتہ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے بس اپنے تن اور بطن ہی کی ہدف زندگی بنایا ہوا ہے۔ مذکورہ فکر سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ اصحاب تقوی خانقاہوں سے بالکل رخصت ہوگئے... الحمدللہ... ہمارے ملک عزیز میں آج بھی بعض خانقاہیں ایسی موجود

ہیں کہ جن سے تصوف، تقویٰ، علم، ودرد امت کا تابندہ درس دیا جاتا ہے... انہیں چند خانقاہوں و مدارس ہی کی وجہ سے آج ہمارے ملک میں علمِ دین کی شمع فروزاں ہے.... پہلے اور اب کے خانقاہی ماحول میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوئیں اور کیسے وقت کے ظالم پہیے نے ان مقدسات کا مس یوز روا رکھا... ان گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لیے میں یہاں پر مولانا سجاد مصباحی کے مضمون سے چند اقتباسات نقل کروں گا۔ ان کی روشنی میں آپ بآسانی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پہلے کے اور اب کے خانقاہی نظام میں کتنا فرق آچکا ہے۔

مولانا سجاد عالم صاحب مصباحی لکھتے ہیں کہ: شریعت، اہل شریعت نیز اہل طریقت نے خانقاہ نشینوں کے امور و فرائض کو متعیّن کر دیا۔ ان کے قیام و طعام کو مشروط طریقہ سے سپرد خانقاہ کر دیا کیوں کہ عہد ماضی میں خانقاہوں ہی سے رشد و ہدایت کے ایسے جیالے پیدا ہوے، جنہوں نے خود کو نور محمدی سے منور کر کے گم گشتگان راہ ہدایت کے لیے روشنی کے ایسے ایسے بلند مینار پیدا کیے، جنہوں نے بے شمار افراد کو گم راہیوں کی دل دل سے نکال کر ہدایت کی جنت میں داخل کر دیا۔ جہنم سے بچا کر جنت عدن کی وادیوں کی طرف گام زن کر دیا اور ایسے بیشتر افراد جو کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، جب انہوں نے خانقاہ نشینوں کے

دامن میں پناہ لی تو ان کے دل نور خداوندی کی تجلیوں سے مجلی ہو گئے اور وہ خود رشد ووہدایت کے جام و مینا تقسیم کرنے کے لیے نکل پڑے اور اپنی عبادات، ریاضات، مجاہدات کے ذریعہ قلوب انسانی کو خوب مسخر کیا اور عشق الہی کا دل دادہ بنادیا۔ یہ سلسلہ تا دیر چلتا رہا لیکن جوں جوں خیر القرون سے دوری بڑھتی گئی شریعت میں طبیعت اور تصوف میں تفوق کا دخول ہوتا گیا۔ اہل ہوا نے شریعت کو اپنی طبیعت کے موافق ڈھالنے کی کوشش کی اور اہل تصوف میں ریا و سمعہ کی چاہت نے رسہ کشی اور میدان مخالفت کو ہم وار کر دیا ہر شخص نے خود کو دوسرے سے بڑا صوفی، متقی، صاحب ولایت و تصرف اور فانی فی اللہ، باقی باللہ ہونا ظاہر کیا اور ولایت و تصرف کا ڈنکا بجانے کے لیے مریدین و معتقدین کا جم غفیر لگا دیا جو من گڑھت واقعات و کرامات بیان کر کے عوام الناس کو متصوفین کی جانب راغب کرتے رہے۔،، نوبت بایں جا رسید،، کہ بیعت و ارادت نے پیشے کی شکل اختیار کر لی جبراً مرید بنائے جانے لگے اور خلافت کی تقسیم عام ہو گئی۔

اب ہم خفیہ روشن دانوں سے ان خانقاہوں کے اندر جھانکیں تو حالات دیگر گوں نظر آئیں گے وہی خانقاہیں جو عہد ماضی میں مرکز رشد و ہدایت، منبع فضائل و برکات، دافع وبلیات اور مرجع خلائق تھیں کیا اب ان میں کوئی صاحب کمال اپنے

آباواجداد کی مقدس زندگی کا آئینہ دار اور خانقاہوں کا امین نظر آتا ہے ؟آباواجداد کے نام پر پلنے والے،ان کے مزارات مقدسہ کی چادریں بیچ بیچ کر کھانے والے کیا رشد وہدایت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ؟جنہیں اپنی عاقبت کی فکر نہیں وہ غیروں کی عاقبت کے ضامن کیسے ہوسکتے ہیں ؟بات ذرا تلخ ہے مگر حالات نے قلم برداشتہ ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

پہلے ہم ان کے اندرون خانہ حالات کا جائزہ لیتے ہیں بعد میں حق و ناحق ،حلال و حرام اور مباح و مستحسن کی وضاحت ہوگی۔

خانقاہوں میں درگاہوں کے متولی حضرات رہتے ہیں ان کے اقتصادی حالات،ان کی امیرانہ شان و شوکت،دنیا اور اس کی رنگینیوں کی جانب ان کی رغبت،نفسانی خواہشوں کی اطاعت۔کیا ان سب حقائق کے ہوتے ہوے ان کا خانقاہوں میں رہنا اور ان کی آمدنی کو لقمہ تر بنانا ان کے لیے جائز ہے ؟اور آج تو حال یہ ہے کہ بیشتر سجادگان،درگاہوں کے امین،مزارات کے منتظمین پاسبان شریعت ہوکر بھی علوم شریعت و طریقت سے ناواقف ہیں۔روحانی مراکز کے نگہ دار ہوکر بھی روحانیت سے دور ہیں۔ادب گاہوں میں زندگی کے روز و شب گزارنے والے ادب گاہوں میں بے ادبی بدتمیزی بے حیائی اور فحاشی کرتے

ہوئے ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے، چہرے پہ ڈاڑھی نہیں، دل میں خدا کی محبت نہیں، رسول کا عشق نہیں، شریعت کی اطاعت کا جذبہ نہیں، فرائض و واجبات کی پرواہ نہیں۔ہاں اگر انہیں پرواہ ہے تو اپنے جیب و داماں کی بچت کی کہ دامن تنگ نہ ہونے پائے۔آمدنی خواہ حلال طریقہ سے ہو یا حرام سے۔مریدین چاہے جس قماش کے ہوں شرابی، جواری، راہ زن یا سود خور۔بس اتنا ہو کہ حضرت کے والہانہ معتقد ہوں۔

یقینا مذکورہ اقتباس جہاں درد دل کی آواز ہے وہیں مبنی بر حقیقت بھی ہے۔آج نئے نئے حربے آزما کر قوم مسلم کو بے وقوف بنایا جارہا ہے... کہیں اندھی عقیدت کے نام پر تو کہیں پیر پرستی کے نام پر....اور طرفہ تماشا کہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے بھی ان حربوں سے بے وقوف بن رہے ہیں جو کہ ایک بڑا المیہ ہے.....۔اللہ تعالی انہیں عقل سلیم عطا فرمائے....اور ہم سب کو مشن اسلاف پر گام زن ہونے کی توفیق عطا فرمائے.....۔

منبع ارشاد بودہ خانقاہ اصفیا

(قسط:۴)

مذہبی مقدسات کا مس یوز کرنا اس زمانے میں عام ہو چکا ہے۔اسٹیج ہو یا پھر

درگاہ...سچ یہ ہے کہ ان پر قابض افراد اپنے مفاد کے لیے انہیں جی بھر کر استعمال کرتے ہیں،الا ماشاء اللہ... دنیوی جھگڑے آج کل اسٹیجوں پر آچکے ہیں....اور نفس کی عیاشی کی تکمیل کا ذریعہ آج کل درگاہیں یا پھر بزرگانِ دین کے اعراس بنتے جارہے ہیں....۔

درگاہوں کے اندر کس قدر غیر شرعی رسومات انجام پذیر ہوتی ہیں...اس کا ہلکا سا خاکہ پیش کرنے کے لیے میں یہاں حضرت مولانا سجاد عالم مصباحی کے مضمون سے ایک دو اقتباس نقل کررہا ہوں،ان اقتباسات کی روشنی میں آپ بہ خوبی اندازہ لگاسکتے ہیں کہ آج درگاہوں کا ماحول کس قدر ناساز گار ہوتا جارہا ہے۔

لکھتے ہیں:اولیاے کرام و اصفیاے عظام کے معتقدین، مصیبتوں کے مارے،زمانے کے ستے ہوے،دکھ درد جھیل کر ان مقدس بارگاہوں سے رحم و کرم کی بھیک مانگنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔کوئی اولاد کی بھیک مانگتا ہے تو کوئی مال و دولت کا طلب گار۔کوئی شفا کا متقاضی ہے تو کوئی مقدمات کا فیصلہ چاہتا ہے۔کوئی ظالم کے ظلم سے عاجز آکر دفع ظلم کا طالب ہے تو کوئی اپنوں سے پریشان اور کوئی غیروں سے آزردہ۔ہر کس و ناکس اپنی حالت زار لے کر حاضر دربار ہوتا ہے اور ان بزرگوں کی خانقاہوں کے امین ان مصیبت کے ماروں کو بے دریغ

لوٹنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ پانچ سو اکیاون کی دو چادریں، پھول پیش کرنا ہے تو یہاں نذر پیش کرو، عرضی لگانے کا نذرانہ ایک سو ایک روپیہ، فلاں بابا کا مزار ہے یہاں مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے، جو لاولد ہیں فلاں مزار پر چلے جائیں وغیرہ وغیرہ۔ اور طرفہ لطف یہ کہ ہر مزار بلکہ ہر چوکھٹ پر ایک سے بڑھ کر ایک بھکاری استحقاق مال و زر کا دعوی دار اور ہر ایک صاحب مزار کے لنگر اور انتظامات کے چندہ کا مدعی۔ حد تو یہ ہے کہ چوکھٹ چومنے کے لیے بھی آپ کو نذر پیش کرنا ہوگی۔ بعض دفعہ تو یہ فقرائے ملت اس حد تک سطحیت پر اتر آتے ہیں کہ زائرین سے اندرون درگاہ ہی گالی گلوج تک کر لیتے ہیں اور بے ادبی کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ چند مزارات مقدسہ کے علاوہ بیشتر مزارات پر لوٹ کھسوٹ کے نئے نئے طریقے رائج ہیں عوام کو گم راہ کر کے ان کی جیبیں خالی کر لی جاتی ہیں اور عوام کو احساس تک نہیں ہوتا۔ یہ فلاں صاحب کا مزار ہے، یہ فلاں بابا کا چلہ ہے بلکہ اب تو یہ بھی ہونے لگا ہے کہ یہ فلاں بابا کے کتے کی قبر ہے، یہ فلاں بابا کی بلی کا مزار ہے، یہ کڑاہ ہے، یہ کاجل ہے، یہ صندل ہے، یہ سرمہ ہے، یہ چراغ ہے۔ ان تمام امور میں پیسوں کی ضرورت ہے بنا نذرانہ تو مزار پر چڑھائے گئے پھول کی پتی بھی نہیں مل سکتی۔ حد تو یہ ہے کہ اگر آپ کو مزار کے خود ساختہ جھاڑو

سے ماریں گے تو بھی نذرانہ لیں گے۔

در اصل اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے علوم و معارف سے بے پراوہ جہالت کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ بزرگوں کے نام پر ان کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔ ہاں! ایک بات یہ ہے کہ یہ لوگ فرائض و واجبات اور سنن و نوافل سے تو بہت دور ہیں مگر صاحبان مزار سے اتنی عقیدت رکھتے ہیں کہ اگر قوال دوران قوالی کہہ دے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے مجھے خرید کر انمول کر دیا
جیسے فلک پہ چاند ستاروں میں ایک ہے
ویسے ہمارا پیر ہزاروں میں ایک ہے

پھر تو مریدین و معتقدین کی جیبیں خالی ہوتی ہیں صاحبان جبہ و دستار جھوم جاتے ہیں اور قوال کو مالا مال کر دیتے ہیں لیکن اگر انہیں سے اللہ و رسول کے نام پر کوئی خدمت لینا چاہے تو دم نکلنے لگتا ہے حالاں کہ حقیقت تو ہے یہ کہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے انہیں اتنا وافر حصہ ملا ہے کہ اگر ہر شہر میں ایک اسلامک یونیورسٹی قائم کرنا چاہیں تو ان کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ لیکن رفاہی کاموں کے

لیے ان کے تجوریوں کے دہانے نہیں کھلتے۔

بزرگان دین کے اعراس مبارکہ لوگوں کے روحانی ذوق کی تکمیل اور صاحب مزار کے ایصال ثواب کی تقریب کے لیے منعقد ہونے چاہیے تھے مگر اس مقصد کے لیے اب منعقد نہیں ہو رہے ہیں۔

اعراس مبارکہ ان چادر فروشوں کے لیے تو گویا لوٹنے کا ایک سیزن بن چکے ہیں کہ مجاور سے لے کر محافظ تک ہر ایک لوٹنے کی فکر میں لگا ہوا ہے...۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھیے کہ جو چیز آج سے ٹھیک سو دو سو سال پہلے روحانی ذوق کی تکمیل کا ذریعہ تھی آج وہی چیز نفسانی ہوس کی تکمیل کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے...۔

مفکر ملت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا فرمایا ہوا صد فیصد سچ ثابت ہوا کہ:

"قم باذن اللہ" کہہ سکتے تھے جو، رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!!!

یہ حالات علم دین سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں... جب کسی کے دل میں خوفِ خدا و عشق مصطفی نہیں ہوگا تو یقینی طور پر وہ اپنا مقصد دنیا پرستی اور ہوس پرستی کو بنائے گا... اب جس کا جو شعبہ ہوگا اسی کا وہ مس یوز کرے گا۔

بدقسمتی سے آج ان خانقاہوں پر وہ لوگ قابض ہو گئے جو علم دین سے بالکل

نابلد ہیں تو اب ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں خشیت الٰہی کا جذبہ تو کار فرما نہیں ہو گا...اب لامحالہ یہ لوگ نفس پرستی کو اپنا مقصد بنائیں گے جس کی تکمیل کے لیے پھر انہیں مذہبی آثار کا مس یوز بھی کرنا پڑے تو نہیں چوکتے....۔اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے اور ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے، آمین۔

عید اضحیٰ ایثار ابراہیمی کے والہانہ جذبے کا نقش جمیل ہے

چشم فلک نے ایثار و وفا کے وہ نظارے بھی دیکھے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوہ والسلام نے اپنے فرزندِ عزیز کو ساتھ لیا....اور راہ مولیٰ میں قربان کرنے کی خاطر وادیِ منیٰ کی طرف چل پڑے.......

امر الٰہی تھا...عشق کا امتحان تھا....ابراہیمی سنت کا جاری ہونا تھا... طلعتوں کی قندیل روشن ہو رہی تھی، حرم پاک برکتوں کا گہوارہ بن رہا تھا.. قربتوں کی صبح طلوع ہونے کو تھی....

.پاکیزہ اخلاق اور پاکیزہ اطوار والے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام تسلیم و رضا کے پیکر بن کر رہتے ہیں...اپنی جبینِ محبت بارگاہ محبوب لم یزل میں خم کر دیتے ہیں...

ایک آن کے لیے عالم سکتے میں آجاتا ہے.... دعوائے عشق کی دلیل پیش کردی جاتی ہے......عشق ابراہیمی اور وفائے اسماعیلی علیھما الصلوۃ والسلام کے چرچے ہر سو ہونے لگتے. ہیں.. منی کی مقدس وادی تاقیام قیامت کے لیے قرب ربانی کا نقش جمیل بن جاتی ہے...ارض حرم ایثار ابراھیمی پر حیرت زدہ ہوجاتی ہے.. عشق ابراہیم اوروفائے اسماعیل تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں......

حضرت اسماعیل علیہ الصلوہ والسلام کی عمر بظاہر چھوٹی تھی.... مگر عقیدت و قربانی کا جذبہ!

اللہ اللہ !جس نے پڑھا یا سنا وہ دنگ رہ گیا.... کہ اس ننھی سی عمر میں تعمیل حکم و آداب فرزندی کا یہ جذبہ و احساس....!!!تاریخ انسانی اس طرح کے کارنامے پیش کرنے سے قاصر ہے...

بقول مفکر ملت:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

یہ مقدس ادا امت محمدیہ ﷺ کے لیے سنت بن گئی.. کاروان عشق سلامت رہا... جذبہ عشق غالب رہا... شیطان کو منہ کی کھانی پڑی.....آج بھی وہ

نشان عبرت بنا ہوا ہے.....آج ہمیں چاہیے کہ ہم اس قربانی کو قرب ربانی کا ذریعہ سمجھیں....آج ہم پر اغیار کا تسلط ہے..ہماری فکروں پر مادیت کے خول چڑھے ہوئے ہیں...انہیں اتارنے کی ضرورت ہے...۔

ہمارے مذہبی مقامات پر اسلام دشمن عناصر قابض ہوتے جارہے ہیں...ان سے نبرد آزما ہوکر اپنے آپ کو دین متین کی خاطر قربان کردینے کی ضرورت ہے...یہ قربانی قیامت تک کے لیے مطلوب رہے گی...۔

اور یاد رکھیں !گوشت پوست پر مشتمل صرف ایک جانور قربان کرنا ہی ہمارا مقصد نہیں ہے بلکہ ہمارے لیے اس قربانی میں ہزاروں مقاصد اور لاکھوں قربانیاں پنہاں ہیں....اپنی نفسانی و شیطانی خواہشات کو بھی امر الٰہی پر قربان کریں..مادی افکار کو نقوش شریعت پر گامزن کرنے کی بھی ہمت جٹائیں....سنت ابراہیمی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے شیطان کو ہر موڑ پر دھتکارنے کا مزاج بنائیں..دین، شریعت اور انسانیت کے لیے قربان ہونے کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں...کیوں کہ یہی مقصد قربانی ہے...اور یہی سنت ابراہیمی کا نقش جمیل بھی...

قرآن پاک کی صوتی نغمگی کی ایک دلکش مثال

عینن تجرین (الرحمن، ۵۰)

عینن نضاختن (الرحمن، ٦٦)

قرآن مجید ایک معجزہ ہے اس کا اعتراف دنیا جہاں نے کیا۔ اس کی مثل ایک آیت لانے کا چلینز پندرہ سو برس پہلے بھی تھا اور آج بھی جوں کا توں باقی ہے

لیکن مجال کہ کوئی فصیح و بلیغ عربی داں بھی اس کے مثل لانے کی سوچ بھی سکے۔ کلام مقدس کا اعجاز اس کے ہر کلمے سے پھوٹتا ہے:

اگر کوئی شخص قرآن پاک کا مختصر سا ایک کلمہ جو صرف دو حرفی ہو اس کی جگہ سے الگ کر دے اور پھر اس کا مترادف کلمہ ڈھونڈھنے کے لیے عربی کی جملہ لغات کھنگال ڈالے تو بھی اسے ایسا دو حرفی مترادف کلمہ نہیں مل سکتا جو پہلے والے کلمے کے معنیٰ کا حق ادا کر دے

اسی طرح مختلف جہات سے اس کا اعجاز اس کے عمق میں پنہاں ہے

حقیقت یہ ہے کہ "جمیع العلوم فی القرآن ،ولکن تقاصر عنه افهام الرجال ...اعجاز قرآن کو عربی عالم جتنا بہتر طریقے سے سمجھ سکتا ہے.. عجمی شخص اتنا

بہتر طریقے سے نہیں سمجھ سکتا ہے

لیکن یہاں آکر عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے کہ جب ایک ناظرہ خواں اس کی صوتی نغمگی اور ادائیگی کلمات سے یہ محسوس کرلیتا ہے کہ یہاں کیا معنی بن سکتا ہے

جیسا کہ قرآن مقدس میں ان چشموں کا ذکر کیا گیا ہے جو جنت میں ہوں گے ان میں بعض بہہ رہے ہوں گے اور بعض چھلک رہے ہوں گے جب بہنے والے چشموں کا ذکر کیا گیا تو بغیر شد کے فرمایا * "عينن تجرين" * ترجمہ: ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔

یقیناً یہ دو کلمات ایسے ہیں کہ ان کی ادائیگی میں بھی ایک بہاؤ ہے اور عربی داں سامع جو عالم نہ بھی ہو اول فرصت میں اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں جس چیز کو بیان کیا جارہا ہے وہ کوئی بھاری بھر کم اور ثقیل چیز نہیں ہو سکتی ہے بلکہ سلاست و روانی والی چیز ہی ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ دونوں چشمے روانی کے ساتھ بہہ رہے ہوں گے

اور اسی سورہ میں جب چھلکنے والے چشموں کا ذکر فرمایا تو شد کے ساتھ ان کلمات کو بیان فرمایا، فرمایا: * "عينن نضاختن" * ترجمہ: ان میں دو چشمے ہیں

چھلکتے ہوئے۔ یہاں پر چشموں میں سکون نہیں تھا ابال تھا، تو کلمات میں بھی سکون یا ایسی حرکت نہیں رکھی گئی کہ

جس سے چشموں کا پر سکون ہونا ہویدا ہو، یہاں پر چشموں میں جوش اور چھلکنا تھا اس لیے شد کے ساتھ لایا گیا جو کہ ثقیل ہے اور چشموں کے ابال اور بہاؤ کو خوب واضح کرتا ہے۔ کیا شان ہے قرآن پاک کے صوتی حسن کی۔

پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

(اقبال)

عظمت قلم موج فکر...

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

ہر جا ہے تیرا چرچا

ہر پل ہیں تیری یادیں

خلوت کا ساتھی ہے تو

جلوت میں وقار ہے تو

اپنے شیدائیوں کا ہے تُو آسرا

اپنے قدر دانوں کا محافظ

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

تیرا محب کامران ہے

دوستی تیری پر خلوص

برستا ہے فیضان تیرا جھما جھم

تیری سنگت دیتی ہے ایک نیا دم خم

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

تُو ہے تو سب کچھ ہے..

تُو نہیں تو کچھ نہیں...

تجھ سے لگائی جس نے یاری..

.عطا کی تو نے اسے باغ بہاری....

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

تیری ہر ادا پر میں فدا..

.تیرے ہر کاج پر ہے ہمیں ناز..

.تجھے اپنا کے سدھری نسلیں...

تیری بدولت کھڑی ہوئیں فرسودہ قومیں

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

تیری آن بان ہر جگہ مسلم ہے...

جنہوں نے تجھے صحیح استعمال کیا راج کر گئے..

.تجھے بے جا استعمال کرنے والے تاراج ہو گئے..

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

صحاح ستہ و ظاہر الروایہ کا کاتب ہے تُو

اپنے عاشق پر عاشق ہے تُو

رکھی جس نے عقیدت تجھ سے

بڑے نرالے انداز سے نوازا ہے اسے تُو

بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے

مرغ زار ہو یا ریگزار ہر جا تیرا ایک نام ہے

رملستان کو بنا دے چمنستان یہ تیری شان ہے

بڑے بڑوں کو سرینڈر تو کر دیتا ہے

جو کسی سے نہیں دبتے تُو ان کا پنجہ استبداد موڑ دیتا ہے

ہر ایک تجھے اپنانا چاہتا ہے
ہر فرد تجھ سے دوستی کرنا چاہتا ہے
کیا عجب شان ہے تیری اے قلم
بتا، قلم! تو کتنا عظیم ہے
تو کتنا عظیم ہے

فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادئیگی کا حکم

عوام کی جہالت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔
ویسے پورے سال کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے ہیں اور جب مبارک راتیں جیسے شب معراج، شب براءت یا رمضان المقدس کا بابرکت مہینہ جلوہ فگن ہوتا ہے تو کچھ حد تک مسجدوں سے قریب تو ہوجاتے ہیں مگر اپنی جہالت کی وجہ سے ان مبارک ساعتوں سے بھی کماحقہ مستفید نہیں ہوپاتے۔
بعض لوگوں کے ذمہ گذشتہ دس سال، پندرہ سال حتی کہ بیس سال تک کی قضا نمازیں سر ہوتی ہیں مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ لوگ بجاے ان قضا نمازوں کو

پڑھنے کی نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے فتاوی رضویہ مترجم جلد:10، صفحہ:179 رسالہ مبارکہ "اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکاۃ" میں یہ ضابطہ لکھا ہے کہ: کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادانہ کرلیا جائے۔

یہ ضابطہ ایک حدیث شریف سے مستنبط و ماخوذ ہے۔حدیث پاک کے کلمات مبارکہ یہ ہیں: لما حضر ابابکرن الموت دعا عمر فقال:

اتق اللّٰہ یا عمر واعلم ان له عملا بالنهار لایقبله با للیل وعملاً باللیل لایقبله بالنهار واعلم انه لایقبل نافلة حتي تؤدى الفريضة ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو بلواکر ارشاد فرمایا: اے عمر! اللہ تعالی سے ڈرنا، اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر رات میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر دن میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادانہ کرلیا جائے۔(حلية الاولياء، جلد:1، صفحه:36، باب ذكر المهاجرين)

امام ابو نعیم کے علاوہ دیگر محدثین کرام نے بھی اس حدیث کو اپنی کتابوں میں

نقل فرمایا ہے جیسے عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں، امام حناد نے فوائد میں، امام ابن جریر نے تھذیب الآثار میں روایت کیا ہے۔

نیز مذکورہ حدیث پاک کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن کو ہمارے علما نے اس ضابطہ کی اصل بتایا ہے ان میں سے یہ کہ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اربع فرضهن الله فی الاسلام فمن جاء بثلاث لم یغنین عنه شئیا حتی یاتی بهن جمعیا :الصلوة،والزکوة وصیام رمضان وحج البیت۔

ترجمہ: چار چیزیں اللہ تعالی نے اسلام میں فرض کی ہیں تو جوان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک وہ پوری چاروں نہ بجا لائے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں: نماز، زکوۃ، روزہ رمضان اور حج کعبہ۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد:4، صفحہ:201)

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

امرنا باقام الصلوة وایتاء الزکوٰة ومن لم یزک فلاصلوة له۔

ترجمہ: ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا

کریں اور زکوۃ نہ دیں اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہے۔

(مجمع الزوائد، جلد:3، صفحہ:62)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم يقبل منه واهين،،۔

ترجمہ: یعنی جو کوئی فرض چھوڑ کر سنت و نفل میں مشغول ہو گا تو یہ سنت و نفل قبول نہیں ہوں گے اور وہ خوار کیا جائے گا۔

(فتوح الغیب، صفحہ:273)

شیخ محقق علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے نے اسی فتوح الغیب کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں ارشاد فرمایا کہ:

ترک آں چہ لازم و ضروری است واہتمام با آں چہ نہ ضروری است از فائدہ در عقل و خرد دور است چہ دفع ضرر اہم است بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است

ترجمہ: لازم و ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں ہے اس

کا اہتمام عقل و خرد میں فائدہ سے کوسوں دور ہے کیوں کہ ایک عاقل کے یہاں حصول نفع سے دفع ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں تو نفع ہی منتفی ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالی علیہ عوارف المعارف شریف میں لکھتے ہیں: کہ حضرت خواص رضی اللہ تعالی نے فرمایا:

بلغنا ان اللّٰہ لایقبل نافلة حتی یؤدی فریضة،یقول اللّٰہ تعالی :مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالھدایة قبل قضاء الدین۔

ترجمہ: یعنی ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اللہ عزوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے۔ اللہ تعالی ایسے لوگوں سے ارشاد فرماتا ہے: کہ تمہاری مثال اس برے بندے کی طرح ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔

(عوارف المعارف شریف، صفحہ:168)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے بارے میں چند مثالیں بھی پیش فرمائی ہیں جو فرائض کو ترک کر کے نوافل کا اہتمام کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:،، کہ جس آدمی کو سلطان طلب کرے وہ وہاں نہ جائے اس کے غلاموں کے پاس

جائے اس کی مثال ایسی ہے،،۔

نیز حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالہ سے ایک اور مثال آپ فتوح الغیب میں نقل فرماتے ہیں کہ جس عورت کا حمل عین وقت پر ساقط ہوجاے تو اس کا نقصان گویا دگنا ہے کہ تکلیف بھی جھیلی اور بچہ بھی گیا۔ یہ مثال اس نفل خیرات کرنے والے کی ہے جو فرض ادا نہیں کرتا۔(فتوح الغیب، صفحہ:273)

اہمیت فرائض کو بیان کرتے ہوئے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ۔ قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے وہ قابل قبول ہوں گے؟

خصوصا اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیات سے بے نیاز ہے۔ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں۔ ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے فرض کیجیے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری کا رس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم، خربوزے بھیجیں کیا یہ شخص ان سے راضی ہوگا؟ یا آتے ہوے اس کی نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے ان آم،

خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا۔ سبحان اللہ! جب کھنڈ ساری کے مطالبات کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جلا وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا (فتاوی رضویہ، رسالہ مبارکہ: اعزالاکتناہ)

ہم اپنے مضمون کو اعلی حضرت علیہ الرحمۃ کے اسی سوالیہ جملے پر ختم کرتے ہیں کہ: قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے وہ قابل قبول ہوں گے ؟؟؟؟؟؟

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
سفرنامہ بلاد خمسہ	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
786/92	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	ازقلم عبدمصطفی محمد صابر قادری
کلام عبید رضا	پیشکش عبدمصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	ازقلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	ازقلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	ازقلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	ازقلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	ازقلم عرفان برکاتی

مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفر نامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری
فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت حضر علیہ السلام۔ ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مراد آبادی

ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت ۔ ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلَقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
روشن تحریریں	از قلم ابوحاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابوادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور

تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	ازقلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	ازقلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	ازقلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	ازقلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	ازقلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	ازقلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی
خودکشی	ازقلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	ازقلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	ازقلم خالد تسنیم المدنی
رد ناصر رامپوری	ازقلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	ازقلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	ازقلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علماو مشائخ	ازقلم (مفتی) غلام سبحانی ناؔزش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	ازقلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت واہمیت	ازقلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	ازقلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	ازقلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری وفنی جائزہ	ازقلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	ازقلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل

مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M O

ISBN (N/A)